بیس رکعت تراویح

افادات

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیس رکعات تراویح

موقف اهل السنت والجماعت:

تراویح بیس رکعت سنت مؤکدہ ہے۔

علامہ علاء الدین الکاسانی رحمہ اللہ ت 587ھ فرماتے ہیں:

وَأَمَّا قَدْرُهَا فَعِشْرُونَ رَكْعَةً فِي عَشْرِ تَسْلِيمَاتٍ فِي خَمْسِ تَرْوِيحَاتٍ كُلُّ تَسْلِيمَتَيْنِ تَرْوِيحَةٌ

بدائع الصنائع ج1 ص288

ترجمہ: نماز تراویح کی رکعات بیس ہیں جو دو دو کرکے دس سلاموں کے ساتھ ادا کی جائیں جس میں پانچ ترویحے ہوں گے اور ہر چار رکعت کا ایک ترویحہ بنے گا۔

موقف غیر مقلدین:

تراویح کی تعداد آٹھ رکعت ہے۔

(تعداد رکعات قیام رمضان از زبیر علی زئی، آٹھ رکعت نماز تراویح از غلام مصطفیٰ ظہیر وغیرہ)

دلائل اهل السنة والجماعة

احادیث مرفوعہ

دلیل نمبر1:

قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ أَبُو بَكْرٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ الْعَبْسِيُّ الْكُوفِيُّ (ت235ھ): حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج5 ص225 کتاب الصلاۃ باب كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ. المعجم الکبیر للطبرانی ج5 ص433 رقم 11934، المنتخب من مسند عبد بن حمید ص218 رقم 653، السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص496 باب مَا رُوِيَ فِي عَدَدِ رَكَعَاتِ الْقِيَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں بیس رکعات تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔

تحقیق السند:

إِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَقَدْ تَلَقَّتْهُ الْأُمَّةُ بِالْقَبُولِ فَهُوَ صَحِيحٌ.

ترجمہ: اس کی سند حسن ہے، امت نے اس پر تلقی بالقبول کے طور پر عمل کیا ہے، اس وجہ سے یہ صحیح شمار ہو گی۔

اعتراض: اس کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ ہے جو عند المحدثین ضعیف ہے۔

جواب نمبر1: ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ پر بعض ائمہ نے جرح کی ہے لیکن کئی محدثین نے اس کی توثیق بھی کی ہے۔

1: امام شعبہ بن الحجاج (ت160ھ) نے ابوشیبہ سے روایت لی ہے۔ (تہذیب الکمال للمزی: ج1 ص268، تہذیب التہذیب: ج1 ص136)

اور غیر مقلدین کے ہاں اصول ہے کہ امام شعبہ اس راوی سے روایت لیتے ہیں جو ثِقَہ ہو اور اس کی احادیث صحیح ہوں۔
(القول المقبول فی شرح صلوۃ الرسول از عبد الرؤف بن عبد الحنان: ص386، نیل الاوطار للشوکانی: ج1 ص36)

2: امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ الاساتذہ حضرت یزید بن ہارون رحمہ اللہ؛ ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ کے زمانۂ قضاۃ میں ان کے کاتب تھے اور ان کے بڑے مداح تھے، فرماتے ہیں: ”مَاقَضٰی عَلَی النَّاسِ یَعْنِیْ فِیْ زَمَانِہٖ اَعْدَلَ فِیْ قَضَاءٍ مِّنْہُ“.(تہذیب الکمال ج1 ص270)

ترجمہ: ابراہیم بن عثمان کے زمانۂ قضاء میں ان سے بڑھ کر کوئی قاضی نہیں ہوا۔

3: امام ابن عدی فرماتے ہیں: لَہٗ اَحَادِیْثُ صَالِحَۃٌ (تہذیب الکمال ج1 ص270)

ترجمہ: ابوشیبہ کی صالح (درست) احادیث بھی ہیں۔

مزید فرماتے ہیں: وَھُوَ وَاِنْ نَسَبُوْہُ اِلَی الضُّعْفِ خَیْرٌ مِّنْ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ أَبِیْ حَیَّۃَ.(تہذیب الکمال ج1 ص270)

ترجمہ: لوگوں نے ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ کی طرف ضعیف ہونے کی نسبت کی ہے لیکن یہ ابراہیم بن ابی حیہ سے بہتر ہے۔

اور ابراہیم بن ابی حیہ کے بارے میں امام یحیٰ بن معین فرماتے ہیں:

شَیْخٌ، ثِقَۃٌ کَبِیْرٌ.(لسان المیزان ج1 ص53، رقم الترجمۃ127)

ترجمہ: یہ (ابراہیم بن ابی حیہ) شیخ ہیں اور بڑے ثِقَہ ہیں۔

لہذا جب ابراہیم بن ابی حیہ ثِقَہ ہے تو ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ بدرجہ اولیٰ ثِقَہ ہونا چاہیے۔

جواب نمبر2: اس روایت کو تلقی بالقبول حاصل ہے اور قاعدہ ہے کہ اگر کسی روایت کو تلقی امت بالقبول حاصل ہو جائے تو وہ روایت اگرچہ ضعیف بھی ہو تب بھی صحت کا درجہ پالیتی ہے۔

1: علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی (ت 911ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ بَعْضُھُمْ یُحْکَمُ لِلْحَدِیْثِ بِالصِّحَّۃِ اِذَا تَلَقَّاہُ النَّاسُ بِالْقَبُوْلِ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَہٗ اِسْنَادٌ صَحِیْحٌ. (تدریب الراوی: ص29)

ترجمہ: بعض محدثین کا موقف ہے کہ حدیث پر صحیح ہونے کا حکم اس وقت (بھی) لگایا جائے گا جب امت اس حدیث کو قبول کر لے، اگرچہ اس کی سند صحیح نہ ہو۔

2: علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری (ت 1352ھ) فرماتے ہیں:

وَذَھَبَ بَعْضُھُمْ اِلٰی اَنَّ الْحَدِیْثَ اِذَا تَاَیَّدَ بِالْعَمَلِ اِرْتَقٰی مِنْ حَالِ الضُّعْفِ اِلٰی مَرْتَبَۃِ الْقَبُوْلِ. قُلْتُ: وَھُوَ الْاَوْجَہُ عِنْدِیْ.

(فیض الباری شرح البخاری: ج3، ص:409 کتاب الوصایا، باب الوصیۃ لوارث)

ترجمہ: بعض محدثین کی رائے یہ ہے کہ کسی حدیث کی تائید جب (امت کے) تعامل کے ساتھ ہو تو وہ درجہ ضعف سے درجہ قبولیت پالیتی ہے۔ میں (علامہ کشمیری) کہتا ہوں کہ یہی رائے میرے ہاں زیادہ پسندیدہ ہے۔

3: غیر مقلد عالم ثناء اللہ امرتسری نے بھی اعتراف کیا: ”بعض ضعف ایسے ہیں جو امت کی تلقی بالقبول سے رفع ہو گئے ہیں“

(اخبارِ اہل حدیث مورخہ 19 اپریل 1907 بحوالہ رسائل اعظمی ص331)

لہذا تلقی بالقبول ہونے کی وجہ سے یہ روایت بھی صحیح و حجت ہے۔

جواب نمبر3: اس حدیث کو ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ سے روایت کرنے والے چار محدث ہیں:

1: یزید بن ہارون: (مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص224)

2: علی بن جعد: (المعجم الکبیر للطبرانی: ج5 ص433 رقم 11934)

3: ابو نعیم فضل بن دکین: (المنتخب من مسند عبد بن حمید: ص218 رقم 653)

4: منصور بن ابی مزاحم: (السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص496)

اور یہ چاروں حضرات ثِقَہ ہیں:

1: یزید بن ہارون: ثِقَةٌ، مُتْقِنٌ۔ (تقریب التہذیب ص637)

2: علی بن جعد: ثِقَةٌ، صَدُوْقٌ۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج7 ص579)

3: ابو نعیم فضل بن دکین: ثِقَةٌ ثَبَتٌ۔ (تقریب التہذیب ص475)

4: منصور بن ابی مزاحم: ثِقَةٌ۔ (تقریب التہذیب ص576)

ان ثقہ وعظیم محدثین کا ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ سے بیس رکعت نقل کرنے میں متفق ہونا قوی تائید ہے کہ یہ حدیث ثابت وصحیح ہے ورنہ یہ ثِقَہ حضرات اس طرح متفق نہ ہوتے۔

دلیل نمبر2:

قَالَ الْاِمَامُ الْمُؤَرِّخُ أَبُو الْقَاسِمِ حَمْزَةُ بْنُ يُوسُفَ السَّهْمِيُّ (ت427ھ) حَدَّثَنَا اَبُوالْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ الْقَصْرِيُّ اَلشَّيْخُ الصَّالِحُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ اَلْعَبْدُ الصَّالِحُ قَالَ، اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدِ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ هَارُوْنَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَنَّازِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَتِيْكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِیْ رَمَضَانَ فَصَلَّى النَّاسَ اَرْبَعَةً وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَاَوْتَرَ بِثَلَاثَةٍ.

(تاریخ جرجان للسہمی: ص317، فی نسخۃ 142)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کی ایک رات تشریف لائے تو لوگوں کو چوبیس رکعات (چار رکعات فرض، بیس رکعات تراویح) اور تین رکعات وتر پڑھائے۔

تحقیق السند:

اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَرُوَاتُهٗ ثِقَاتٌ۔

ترجمہ: اس کی سند حسن درجے کی ہے اور اس کے راوی سب ثقہ ہیں۔

فائدہ1: تاریخ جرجان کے ایک قدیم نسخے میں صفحہ 275 میں اور المشیخۃ البغدادیۃ صفحہ 41 میں ابراہیم بن الحنّاز کے بجائے ابراہیم بن المختار کو راجح قرار دیا گیا ہے۔

فائدہ2: اس روایت میں چار رکعت فرض، بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر کا ذکر ہے۔

اعتراض: اس میں دو راوی ہیں؛ محمد بن حمید الرازی اور عمر بن ہارون البلخی اور دونوں ضعیف ہیں۔

جواب: یہ حسن الحدیث درجہ کے راوی ہیں۔

محمد بن حمید الرازی: (م248ھ)

آپ ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں۔ (تہذیب التہذیب: ج5 ص547)

اگرچہ بعض محدثین سے جرح منقول ہے لیکن بہت سے جلیل القدر ائمہ محدثین نے آپ کی تعدیل وتوثیق اور مدح بھی فرمائی ہے مثلاً:

1: امام فضل بن دکین (ت218ھ): عَدَّلَهٗ. یعنی عادل قرار دیا۔ (تاریخ بغداد: ج2 ص74)

2:امام یحییٰ بن معین(ت233ھ):ثِقَةٌ.لَيْسَ بِهٖ بَأْسٌ، رازی کیس.

ترجمہ: ثقہ ہے،اس کی احادیث پر کوئی کلام نہیں، سمجھ دار ہے۔

(تاریخ بغداد:ج2ص74،تہذیب الکمال للمزی:ج8ص652)

3:امام احمد بن حنبل(ت241ھ):وَثَّقَهٗ یعنی ثقہ قرار دیا۔(طبقات الحفاظ للسیوطی ج1ص40)

مزید فرمایا:لَايَزَالُ بِالرَّيِّ عِلْمٌ مَادَامَ مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَيّاً.

ترجمہ: جب تک محمد بن حمید زندہ ہیں مقام ری میں علم باقی رہے گا۔(تہذیب الکمال للمزی:ج8ص652)

4:امام محمد بن یحییٰ الذہلی(ت258ھ):عَدَّلَهٗ.عادل قرار دیا۔(تاریخ بغداد:ج2ص73)

5:امام ابوزرعہ الرازی(ت263ھ):عَدَّلَهٗ.عادل قرار دیا۔(تاریخ بغداد:ج2ص73)

6:امام محمد بن اسحاق الصاغانی(ت271ھ):عَدَّلَهٗ.عادل قرار دیا۔(سیر اعلام النبلاء:ج8ص293)

7:امام جعفر بن ابی عثمان الطیالسی(ت282ھ):ثِقَةٌ.(تہذیب الکمال:ج8ص653)

8:امام ابونعیم عبد الملک بن محمد بن عدی الجرجانی(ت323ھ):لِاَنَّ ابْنَ حُمَيْدٍ مِنْ حُفَّاظِ اَهْلِ الْحَدِيْثِ.

ترجمہ: محمد بن حمید کا شمار حافظ محدثین میں ہوتا ہے۔(تاریخ بغداد:ج2ص73)

9:امام الدارقطنی(م385ھ): آپ نے محمد بن حمید الرازی سے مروی ایک روایت کی سند کو"اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ"

ترجمہ: اس روایت کی سند حسن درجہ کی ہے، قرار دیا۔(سنن الدارقطنی:ص27رقم الحدیث27)

10:امام خلیل بن عبد اللہ بن احمد الخلیلی(ت446ھ):كَانَ حَافِظاً عَالِماً بِهٰذَا الشَّانِ،رَضِيَهٗ اَحْمَدُ وَيَحْيٰى.

ترجمہ: آپ حافظ اور اس میدان(حدیث) کے عالم تھے۔امام احمد اور امام یحییٰ بن معین آپ سے راضی تھے۔(تہذیب التہذیب:ج5ص550)

11:علامہ شمس الدین ذہبی(ت748ھ):اَلْعَلَّامَةُ.الْحَافِظُ الْكَبِيْرُ.یعنی آپ علامہ اور بہت بڑے حافظ تھے۔(سیر اعلام النبلاء:ج8ص292)

مزید فرمایا:اَلْحَافِظُ وَكَانَ مِنْ اَوْعِيَةِ الْعِلْمِ.یعنی آپ علم کا خزانہ تھے۔(العبر فی خبر من غبر:ج1ص223)

12:علامہ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی(ت807):"وَفِيْ اِسْنَادِ بَزَّارٍ مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيْ وَهُوَ ثِقَةٌ.

ترجمہ: بزار کی سند میں محمد بن حمید الرازی ہے اور وہ ثقہ ہے.(مجمع الزوائد:ج9ص475)

13:حافظ ابن حجر(ت852ھ):حَافِظٌ ضَعِيْفٌ وَكَانَ ابْنُ مَعِيْنٍ حَسَنَ الرَّاْيِ فِيْهِ.

ترجمہ: آپ حافظ حدیث ضعیف تھے لیکن یحییٰ بن معین آپ کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔(تقریب التہذیب:ص505)

واضح ہو کہ حافظ ابن حجر عسقلانی کا آپ کو"حافظ" کہنا، یحییٰ بن معین کی بات نقل کرنا اور ساتھ ساتھ "ضعیف" کہنا آپ کے "حسن الحدیث" ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

14:علامہ جلال الدین سیوطی(ت911ھ):وَثَّقَهٗ اَحْمَدُ وَيَحْيٰى وَغَيْرُ وَاحِدٍ.

ترجمہ: آپ کو امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین اور بہت سے ائمہ نے ثقہ قرار دیا ہے۔(طبقات الحفاظ للسیوطی:ص216رقم479)

15:امام احمد بن عبد اللہ الخزرجی(ت923ھ):اَلْحَافِظُ.وَكَانَ ابْنُ مَعِيْنٍ حَسَنَ الرَّاْيِ فِيْهِ.

ترجمہ: آپ حافظ تھے اور یحییٰ بن معین آپ کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔(خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال للخزرجی:ص333)

☆ناصر الدین الالبانی غیر مقلد: محمد بن حمید سے مروی روایت کو "صحیح" قرار دیا ہے۔(سنن ابن ماجۃ باحکام الالبانی:تحت حدیث1301)

عمر بن ہارون البلخی:(م294ھ)

آپ ترمذی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں۔(تہذیب التہذیب ج:4ص315تا317)

آپ کی تعدیل وتوثیق ان ائمہ نے فرمائی ہے۔

1:امام قتیبہ بن سعید:قَدْ وَثَّقَہٗ قُتَیْبَۃُ وَغَیْرُہٗ کہ امام قتیبہ اور دیگر محدثین نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔

(مجمع الزوائد:ج1ص142)

وَقَالَ اَیْضاً:عُمَرُ بْنُ ھَارُوْنَ کَانَ صَاحِبَ حَدِیْثٍ کہ عمر بن ہارون محدث تھا۔

(سنن الترمذی:تحت حدیث2762)

2:امام عبد الرحمٰن بن مہدی:مَا قُلْتُ فِیْہِ اِلَّا خَیْرًا کہ میں اس کے بارے میں خیر ہی کی بات کہتا ہوں۔

(تاریخ بغداد:ج11ص189)

اور”وَکَانَ ابْنُ مَھْدِیٍّ حَسَنَ الرَّاْیِ فِیْہِ“کہ امام عبد الرحمٰن بن مہدی اس کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔

(سیر اعلام النبلاءج:7ص148تا152)

3:امام بخاری:”حَسَنَ الرَّاْیِ فِیْہِ“کہ امام بخاری عمر بن ہارون کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔

(سنن الترمذی:تحت حدیث2762)

4:امام ابو عاصم:عُمَرُ عِنْدَنَا اَحْسَنُ اَخْذًا لِلْحَدِیْثِ مِنَ ابْنِ الْمُبَارَكِ

ترجمہ: ہمارے ہاں عمر بن ہارون حدیث کی طلب کے معاملے میں ابن المبارک سے زیادہ بہتر مہارت کے حامل تھے۔

(تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج:1ص248،249)

5:علامہ ذہبی:اَلْحَافِظُ،اَلْاِمَامُ،اَلْمُکْثِرُ،عَالِمُ خُرَاسَانَ،مِنْ اَوْعِیَۃِ الْعِلْمِ“[علم کا خزانہ تھے]اَلْمُحَدِّثُ،وَارْتَحَلَ وَصَنَّفَ وَجَمَعَ[حصول علم کے اسفار کئے،کتب تصنیف کیں اور احادیث جمع کیں]

(تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج:1ص:249،248،سیر اعلام النبلاءج:7ص:148تا152)

6:حافظ ابن حجر العسقلانی:کَانَ حَافِظاً مِّنْ کِبَارِ التَّاسِعَۃِ.کہ آپ نویں طبقے کے حافظ ہیں۔

(تقریب التہذیب:ترجمۃ4979)

7:امام ابن خزیمہ:اَخْرَجَ عَنْہُ فِیْ صَحِیْحِہٖ،اپنی صحیح میں ان سے تخریج کی ہے۔

(صحیح ابن خزیمہ:حدیث نمبر493)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ محمد بن حمید الرازی اور عمر بن ہارون البلخی پر جہاں کچھ حضرات کی جرح ملتی ہے وہاں کئی ائمہ محدثین کی تعدیل وتوثیق بھی ملتی ہے،اور اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ جس راوی کی ثقاہت وضعف میں اختلاف ہو تو اس کی روایت حسن درجہ کی ہوتی ہے،چنانچہ قواعد فی علوم الحدیث میں ہے:

اِذَا کَانَ رُوَاتُ اِسْنَادِ الْحَدِیْثِ ثِقَاتٌ وَفِیْھِمْ مَنِ اخْتُلِفَ فِیْہِ:اِسْنَادُہٗ حَسَنٌ،اَوْ مُسْتَقِیْمٌ اَوْ لَا بَاْسَ بِہٖ.

(قواعد فی علوم الحدیث:ص75)

ترجمہ:جب کسی حدیث کے راوی ثِقَہ ہوں لیکن ایک راوی ایسا ہو جس کی تعدیل وتوثیق میں اختلاف ہو تو اس حدیث کی سند حسن،مستقیم یالا باس بہ[مقبول]درجہ کی ہوگی۔

لہذا اصولی طور پر دونوں”حسن الحدیث“درجہ کے راوی ہیں،اس لیے روایت حسن درجہ کی ہے۔

احادیث موقوفہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تعدادِ رکعتِ تراویح:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی تراویح کی رکعات کی تعداد بیان کرنے والے سات حضرات ہیں۔ یہ تمام حضرات بیس رکعات ہی روایت کرتے ہیں۔

1: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ:

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَمَرَ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِاللَّيْلِ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ يَصُوْمُوْنَ النَّهَارَ لَايُحْسِنُوْنَ اَنْ يَّقْرَأُوْا فَلَوْ قَرَأْتَ الْقُرْآنَ عَلَيْهِمْ بِاللَّيْلِ فَقَالَ: يَاَامِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! هٰذَا شَيْئٌ لَمْ يَكُنْ. فَقَالَ، قَدْ عَلِمْتُ وَلٰكِنَّهٗ اَحْسَنُ. فَصَلّٰى بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(مسند احمد بن منیع بحوالہ اتحاف الخیرۃ المہرۃ للبوصیری: ج2 ص424 باب فی قیام رمضان وماروی فی عدد رکعاتہ)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ میں رمضان شریف کی رات میں نماز تراویح پڑھاؤں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور (رات میں) قرات (قرآن کی) اچھی نہیں کرتے۔ اگر آپ رات کو قرآن مجید کی تلاوت کریں تو اچھا ہے۔" حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "اے امیر المومنین! یہ تلاوت کا طریقہ پہلے نہیں تھا۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں جانتا ہوں لیکن یہ طریقہ تلاوت اچھا ہے۔" تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعات نماز تراویح پڑھائی۔

تحقیق السند:

اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ وَرُوَاتُهٗ ثِقَاتٌ.

اس روایت کی سند صحیح اور راوی ثقہ ہیں۔

اعتراض:

"یہ روایت اتحاف الخیرۃ المھرۃ للبوصیری میں بغیر کسی سند کے احمد بن منیع کے حوالے سے مذکور ہے۔ سرفراز صفدر دیوبندی لکھتے ہیں کہ "بے سند بات حجت نہیں ہوسکتی" (تعدار رکعات قیام رمضان ص74 از علی زئی غیر مقلد)

ایک اور صاحب نے بازاری زبان استعمال کرتے ہوئے لکھا: "بے سند روایات وہی پیش کرتے ہیں جنکی اپنی کوئی سند نہ ہو۔"

(آٹھ رکعت نماز تراویح ص8)

جواب:

اولاً... الاحادیث المختارہ للمقدسی میں یہ روایت سند کے ساتھ موجود ہے جو کہ پیشِ خدمت ہے:

أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَبْدِ اللهِ مَحْمُوْدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الثَّقَفِيُّ بِأَصْبَهَانَ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ أَبِي الرَّجَاءِ الصَّيْرَفِيَّ أَخْبَرَهُمْ قِرَاءَةً عَلَيْهِ أَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْبَقَّالِ أَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ إِسْحَاقَ أَنَا جَدِّيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جَمِيْلٍ أَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ أَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰى نَا أَبُوْ جَعْفَرَ الرَّازِيُّ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ عُمَرَ أَمَرَ أُبَيًّا أَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِيْ رَمَضَانَ الْحَدِيْث. [الاحادیث المختارۃ للمقدسی ج3 ص367 رقم 1161]

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رض اللہ عنہ نے ان کو حک دیا کہ آپ لوگون

کو تراویح (بیس رکعت) پڑھائیں۔

ثانیاً:... علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بیس رکعت پڑھانے کو ثابت مانتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ اَنَّ اُبَیَّ بْنَ کَعْبٍ کَانَ یَقُوْمُ بِالنَّاسِ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً وَیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ فَرَأٰی اَکْثَرُ مِنَ الْعُلَمَاءِ اَنَّ ذٰلِكَ هُوَ السُّنَّةُ لِاَنَّهٗ قَامَ بَیْنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَلَمْ یُنْکِرْهُ مُنْکِرٌ.

(فتاویٰ ابن تیمیہ قدیم: ج1 ص186، فتاویٰ ابن تیمیہ جدید: ج23 ص56)

ترجمہ: یہ بات ثابت ہے کہ حضرت ابی بن کعب لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔ اس لئے علماء کی اکثریت کی رائے میں بیس رکعت ہی سنت ہیں کیونکہ حضرت ابی بن کعب نے بیس رکعت مہاجرین اور انصار صحابہ کے سامنے پڑھی ہیں اور کسی نے بھی (بیس تراویح کے سنت ہونے کا) انکار نہیں کیا۔

2: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ:

1: عَنْ یَزِیْدَ بْنِ خُصَیْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ کَانُوْا یَقُوْمُوْنَ عَلٰی عَهْدِ عُمَرَ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَةً وَاِنْ کَانُوْا لَیَقْرَؤُوْنَ بِالْمِئِیْنِ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

(مسند ابن الجعد ص413 رقم الحدیث 2825، معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج2 ص305 باب قیام رمضان رقم الحدیث 1365، السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص496 باب مَا رُوِیَ فِیْ عَدَدِ رَکْعَاتِ الْقِیَامِ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ.)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین حضرات رحمہم اللہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں رمضان شریف کے مہینہ میں بیس رکعات نماز تراویح پڑھتے تھے اور قرآن مجید کی سو سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے۔

اِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِیِّ.

اس روایت کی سند بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

2: رَوٰی مَالِكٌ مِنْ طَرِیْقِ یَزِیْدَ بْنِ خُصَیْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً. (نیل الاوطار للشوکانی ج3 ص57)

ترجمہ: امام مالک نے یزید بن خصیفہ کے طریق سے سائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ (عہد فاروقی میں) بیس رکعت تراویح تھیں۔

فائدہ: یہ طریق صحیح البخاری (ج1 ص312) پر موجود ہے۔

3: عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ... اَلْقِیَامُ عَلٰی عَهْدِ عُمَرَ ثَلَاثَةٌ وَّعِشْرِیْنَ رَکْعَةً. (مصنف عبد الرزاق ج4 ص201، حدیث نمبر 7763)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں تین رکعت (وتر) اور بیس رکعت (تراویح) پڑھی جاتی تھی۔

4: عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ: کُنَّا نَقُوْمُ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَةً وَالْوِتْرَ.

(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج2 ص305 باب قیام رمضان رقم الحدیث 1365)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر کے زمانے میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔

تصحیح روایت سائب بن یزید:

1: نیز علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی (ت676ھ) نے اس کی سند کو "صحیح" کہا ہے۔ (مرقات المفاتیح: ج3 ص345)

2: علامہ ظہیر احسن شوق نیموی حنفی (ت1322ھ) نے فرمایا: یہ حدیث "صحیح" ہے (التعلیق الحسن علی آثار السنن: ص222)

3: حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ:

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْقُرَظِيُّ كَانَ النَّاسُ يُصَلُّوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(قیام اللیل للمروزی ص157)

ترجمہ: محمد بن کعب القرظی (جو جلیل القدر تابعی ہیں) فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

شبہ:

یہ روایت مرسل ہے، کیونکہ محمد بن کعب القرظی کی حضرت عمر بن الخطاب سے ملاقات ثابت نہیں۔

جواب:

محمد بن کعب القرظی [م120ھ] خیر القرون کے ثقہ محدث ہیں۔ (تقریب التہذیب ص534)

اور خیر القرون کا ارسال جمہور محدثین خصوصاً احناف و موالک کے ہاں صحت حدیث کے منافی نہیں۔

4: حضرت یزید بن رومان:

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ اَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(موطا امام مالک: ص98)

ترجمہ: یزید بن رومان کہتے ہیں کہ لوگ (صحابہ و تابعین) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تئیس رکعتیں پڑھتے تھے (بیس تراویح اور تین وتر)

تحقیق السند:

اِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ.

اس حدیث کی سند بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

شبہ:

یزید بن رومان نے حضرت عمر کا زمانہ نہیں پایا، اس لئے یہ سند منقطع ہے۔ (تعداد رکعات قیام رمضان ص77)

جواب نمبر 1:

یہ اثر موطا امام مالک (ص98) میں موجود ہے اور موطا امام مالک کے متعلق محدثین کی رائے یہ ہے:

قَالَ الشَّافِعِيُّ: أَصَحُّ الْكُتُبِ بَعْدَ كِتَابِ اللهِ مُوَطَّأُ مَالِكٍ، وَاتَّفَقَ أَهْلُ الْحَدِيْثِ عَلٰى أَنَّ جَمِيْعَ مَا فِيْهِ صَحِيْحٌ عَلٰى رَأْيِ مَالِكٍ وَّ مَنْ وَافَقَهُ، وَأَمَّا عَلٰى رَأْيِ غَيْرِهِ فَلَيْسَ فِيْهِ مُرْسَلٌ وَلَا مُنْقَطِعٌ إِلَّا قَدِ اتَّصَلَ السَّنَدُ بِهِ مِنْ طُرُقٍ أُخْرٰى، فَلَا جَرَمَ أَنَّهَا صَحِيْحَةٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَقَدْ صُنِّفَ فِيْ زَمَانِ مَالِكٍ مُوَطَّاتٌ كَثِيْرَةٌ فِيْ تَخْرِيْجِ أَحَادِيْثِهِ وَوَصْلِ مُنْقَطِعِهِ، مِثْلُ كِتَابِ ابْنِ أَبِيْ ذِئْبٍ وَابْنِ عُيَيْنَةَ وَالثَّوْرِيِّ وَمَعْمَرٍ. (حجۃ اللہ البالغۃ: ص281، باب طبقات کتب الحدیث، وفی نسخۃ: ج1 ص305 قدیمی کتب خانہ)

ترجمہ: امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کتاب اللہ کے بعد سب سے صحیح کتاب موطا امام مالک ہے اور محدثین کا اتفاق ہے کہ اس میں جتنی روایتیں ہیں سب امام مالک اور ان کے موافقین کی رائے پر صحیح ہیں۔ (اس لئے کہ وہ لوگ مرسل کو بھی صحیح و مقبول مانتے ہیں) اور دوسروں کی رائے پر اس میں کوئی مرسل یا منقطع ایسا نہیں ہے کہ دوسرے طرق سے اس کی سند متصل نہ ہو، اور امام مالک کے زمانے میں موطا کی حدیثوں کی تخریج کے لیے اور اس کے منقطع کو متصل ثابت کرنے کے لیے بہت سے موطا تصنیف ہوئے جیسے ابن ابی ذئب، ابن عیینہ، ثوری اور معمر کی کتابیں۔

جواب نمبر2:

یزید بن رومان ت 130ھ ثِقَہ راوی ہیں۔(تقریب التہذیب ص632)اور خیر القرون کے ثِقَہ محدث ہیں۔

اور جمہور محدثین خصوصاً احناف وموالک کے ہاں خیر القرون کا ارسال وانقطاع مضر صحت نہیں۔(قواعد فی علوم الحدیث للعثمانی ص138وغیرہ)پس اعتراض باطل ہے۔

جواب نمبر3:

حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی(ت852ھ)فرماتے ہیں:

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللهُ: يُقْبَلُ إِنِ اعْتَضَدَ بِمَجِيْئِهِ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ يُبَايِنُ الطَّرِيْقَ الْأُوْلٰى، مُسْنَدًا أَوْ مُرْسَلاً.

(نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر:ص101،فی نسخۃ:ص86 مکتبہ رحمانیہ)

ترجمہ:امام شافعی فرماتے ہیں کہ مرسل کی تائید جب کسی دوسرے طریق سے ہو جائے جو طریق اول کے مباین ہی کیوں نہ ہو تو مقبول ہوتی ہے چاہے وہ دوسرا طریق مسند ہو یا مرسل۔

اور یزید بن رومان کے اثر کو دیگر کئی مرسلوں سے تائید حاصل ہے(جن کا بیان آگے آرہا ہے)پس یہ اثر بالاتفاق مقبول ہے۔

5:حضرت یحیٰ بن سعید رحمہ اللہ:

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَمَرَ رَجُلاً يُصَلِّي بِهِمْ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(مصنف ابن ابی شیبۃ:ج5ص224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ:یحی بن سعید کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھائے۔

شبہ:

یحی بن سعید نے عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا،لہذا یہ روایت منقطع ہے۔(ملخصاً مقدار قیام رمضان ص76)

جواب:

امام یحی بن سعید ت 144ھ خیر القرون کے ثِقَہ ونیک محدث ہیں۔(تقریب التہذیب ص622)

اور پہلے وضاحت سے گزر چکا ہے کہ خیر القرون کا انقطاع وارسال عند الجمہور خصوصاً عند الاحناف صحت حدیث کے منافی نہیں۔پس اثر صحیح ہے۔

6:حضرت عبد العزیز بن رفیع رحمہ اللہ:

آپ رحمہ اللہ مشہور تابعی ہیں۔حضرت انس،حضرت ابن زبیر،حضرت ابن عباس،حضرت ابن عمر اور دیگر صحابہ کے شاگرد ہیں،صحاح ستہ کے راوی ہیں۔(تہذیب التہذیب:ج4ص189،190)

آپ فرماتے ہیں:

كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِالْمَدِينَةِ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبہ:ج5ص224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ:حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔

تحقیق السند:

اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ وَرُوَاتُہٗ ثِقَاتٌ.

اس کی سند صحیح ہے اور تمام راوی ثِقَہ اور قابل اعتماد ہیں۔

فائدہ:

مشہور قول کے مطابق حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی۔

(تہذیب التہذیب: ج1 ص178)

گویا عبد العزیز بن رفیع نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی تراویح کو ذکر کیا ہے، اس لیے ہم ان کی روایت اس باب میں لائے ہیں۔

7: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ:

قَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ اَبُوْدَاوُدَ حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ نَا هُشَيْمٌ اَنَا يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ، فَكَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(سنن ابی داؤد ج1 ص203 باب القنوت فی الوتر، سیر اعلام النبلاء ج3 ص176، 177 تحت ترجمۃ ابی بن کعب)

ترجمہ: حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رمضان شریف میں نماز تراویح پڑھنے کے لیے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر لوگوں کو جمع کیا تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ان کو بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے۔

اس روایت کے راوی ثِقَہ ہیں۔

شبہ:

"عِشْرِيْنَ رَكْعَةً" کے الفاظ دیوبندی تحریف ہے۔ محمود الحسن دیوبندی (1268-1339) نے یہ تحریف کی ہے، "عِشْرِيْنَ لَيْلَةً" بیس راتیں کی بجائے "عِشْرِيْنَ رَكْعَةً" بیس رکعتیں کر دیا۔ (آٹھ رکعت نماز تراویح ص9)

بعض نے یوں لکھا: یہ بات سفید جھوٹ ہے۔ (مقدار رکعات قیام رمضان ص30)

جواب نمبر 1:

جلیل القدر محدثین و محققین نے اس روایت کو "عِشْرِيْنَ رَكْعَةً" کے الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے، مثلاً:

1: علامہ ذہبی نے سنن ابی داؤد کے حوالے سے "عِشْرِيْنَ رَكْعَةً" نقل کیا۔ (سیر اعلام النبلاء ج3 ص176، 177 تحت ترجمۃ ابی بن کعب)

2: علامہ ابن کثیر۔ (جامع المسانید والسنن ج1 ص55)

3: الشیخ محمد علی الصابونی۔ (الھدی النبوی الصحیح فی صلوۃ التراویح ص56)

4: شیخ الہند مولانا محمود حسن۔ (سنن ابی داؤد بتحقیق شیخ الہند ج1 ص211)

5: نسخہ مطبوع عرب۔ (ص1429 بحوالہ تجلیات صفدر ج3 ص316)

ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ "عِشْرِيْنَ رَكْعَةً" والا نسخہ بھی ثابت ہے۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پڑھی جانے والی تراویح کے چھ راوی گزر چکے ہیں جو "عِشْرِيْنَ رَكْعَةً" نقل کرتے ہیں، یہ زبر دست تائید ہے کہ "عِشْرِيْنَ رَكْعَةً" والا نسخہ ابی داؤد بھی صحیح وثابت ہے۔ والحمدللہ

جواب نمبر2:

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ابو داؤد کے دو نسخے ہیں، بعض نسخوں میں عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً اور بعض میں عِشْرِیْنَ لَیْلَۃً ہے۔ جس طرح قرآن پاک کی دو قرأتیں ہوں تو دونوں کو ماننا چاہیے، ہم دونوں نسخوں کو تسلیم کرتے ہیں، لیکن حیلہ بہانے سے انکار حدیث کے عادی سلطان محمود جلالپوری نے اس حدیث کا انکار کر دیا اور الٹا الزام علماء دیوبند پر لگا دیا۔"

(تجلیات صفدر ج3 ص316)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے تعدادِ رکعتِ تراویح:

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَاِنْ كَانُوْا لَيَقْرَؤُوْنَ بِالْمِئِيْنِ وَكَانُوْا يَتَوَكَّئُوْنَ عَلٰى عَصِيِّهِمْ فِيْ عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ.

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص496 باب مَا رُوِيَ فِيْ عَدَدِ رَكَعَاتِ الْقِيَامِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں رمضان شریف میں بیس رکعات نماز تراویح پڑھتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ قرآن مجید کی سو سو آیات والی سورتیں تلاوت کیا کرتے تھے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگ لمبے قیام کی وجہ سے اپنی لاٹھیوں پر ٹیک لگاتے تھے۔

اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ.

اس روایت کی سند بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے تعدادِ رکعتِ تراویح:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بیس تراویح کو روایت کرنے والے تین حضرات ہیں۔ ان کی مرویات پیشِ خدمت ہیں:

1: حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما:

رَوَى الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ زَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيُّ فِيْ مُسْنَدِهٖ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهٗ اَمَرَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْقِيَامِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ اَنْ يُّصَلِّيَ بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً يُّسَلِّمُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُرَاوِحُ مَابَيْنَ كُلِّ اَرْبَعِ رَكَعَاتٍ فَيَرْجِعُ ذُو الْحَاجَةِ وَيَتَوَضَّأُ الرَّجُلُ وَاَنْ يُّوْتِرَ بِهِمْ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ حِيْنَ الْاِنْصِرَافِ.

(مسند الامام زید ص159، 158، فی نسخۃ: ص155)

ترجمہ: حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو حکم دیا جو لوگوں کو رمضان شریف کے مہینہ میں نماز تراویح پڑھاتا تھا کہ وہ ان کو بیس رکعات نماز تراویح پڑھائے! ہر دو رکعتوں کے درمیان سلام پھیرے اور ہر چار رکعتوں کے درمیان آرام کے لیے کچھ دیر وقفہ کرے تاکہ قضائے حاجت کے لیے جانے والا واپس آ سکے، وضو کرنے والا وضو کر سکے اور یہ بھی حکم فرماتے تھے کہ (تراویح کے اختتام کے وقت) واپسی پر ان کو وتر کی نماز بھی پڑھائے۔

اعتراض:

1: "مسند زید" اہل سنت کی کتاب نہیں، بلکہ شیعوں کی کتاب ہے.

2: "مسند زید" کا بنیادی راوی ابو خالد عمرو بن خالد الواسطی مجروح راوی ہے۔

جواب:

ہر شق کا جواب پیش خدمت ہے:

جواب شق اول:

اولاً...... "مسند زید" (المعروف المجموع الفقہی) شیعوں کی نہیں بلکہ سنیوں کی کتاب ہے۔اس پر چند قرائن پیش ہیں:

[ا]:اس میں وضو کرتے ہوئے پاؤں کو دھونے کا ذکر ہے۔(ص53) جبکہ شیعہ پاؤں کو دھونے کے بجائے پاؤں پر مسح کرتے ہیں۔

[۲]:اس میں شروع نماز کے علاوہ پوری نماز میں رفع یدین نہ کرنے کا ذکر ہے۔(ص88) جبکہ شیعہ نماز کے اندر اور سلام کے وقت رفع یدین کرتے ہیں۔

[۳]:اس میں تراویح کا ذکر ہے۔(ص158) جبکہ شیعہ اس کے سرے سے منکر ہیں۔

[۴]:اس میں سحری تاخیر سے کھانے اور افطاری جلدی کرنے کا ذکر ہے۔(ص211) جبکہ شیعہ کا عمل اس کے برعکس ہے۔

[۵]:اس میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی روایت موجود ہے۔(ص211) جبکہ شیعہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔

اور بھی بہت سے حوالہ جات جمع کیے جاسکتے ہیں۔ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ یہ اہل السنت کی کتاب ہے۔

ثانیاً...... اس کتاب کی اکثر احادیث کی تائید دیگر کتب اہل السنت سے بھی ہوتی ہے۔مثلاً

(۱)حدیث نمبر 1 کی تائید....از موطا امام مالک حدیث نمبر 32، صحیح بخاری حدیث نمبر 158،162،183، صحیح مسلم حدیث نمبر 236

(۲)حدیث نمبر 67 کی تائید...از صحیح مسلم حدیث نمبر 1389، سنن ابن ماجۃ حدیث نمبر 725، مسند احمد حدیث نمبر 13815

(۳)حدیث نمبر 68 کی تائید...از موطا امام مالک حدیث نمبر 1، صحیح البخاری حدیث نمبر 499، سنن ابی داؤد حدیث نمبر 394

(۴)حدیث نمبر 70 کی تائید...از صحیح مسلم حدیث نمبر 648، سنن النسائی حدیث نمبر 859، سنن ابن ماجۃ حدیث نمبر 1257

(۵)حدیث نمبر 78 کی تائید...از سنن الترمذی حدیث نمبر 3، سنن ابی داؤد حدیث نمبر 61، سنن ابن ماجۃ حدیث نمبر 275

(۶)حدیث نمبر 85 کی تائید...از جامع الترمذی حدیث نمبر 312، سنن ابی داؤد حدیث نمبر 824، سنن النسائی حدیث نمبر 919

(۷)حدیث نمبر 102 کی تائید...از موطا امام مالک حدیث نمبر 149، صحیح البخاری حدیث نمبر 590، صحیح مسلم حدیث نمبر

(۸)حدیث نمبر 104 کی تائید...از صحیح مسلم حدیث نمبر 673، سنن الترمذی حدیث نمبر 235، سنن النسائی حدیث نمبر 783

(۹)حدیث نمبر 106 کی تائید...از مسند احمد حدیث نمبر 18641، مصنف ابن ابی شیبۃ حدیث نمبر 3526

(۱۰)حدیث نمبر 108 کی تائید...از سنن الترمذی حدیث نمبر 230، صحیح ابن حبان حدیث نمبر 2200، مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر 377

اس کے علاوہ بے شمار تائیدات موجود ہیں۔یہ بھی اس بات کی قوی دلیل ہیں کہ یہ سنیوں کی کتاب ہے۔غیر مقلدین کا اس کو شیعوں کی کتاب کہہ کر انکار کرنا غلط ہے۔

جواب شق دوم:

اولاً...مقدمہ کتاب میں شائع کنندہ شیخ عبد الواسع بن یحییٰ الواسعی نے ابو خالد الواسطی کے حالات ذکر کیے اور ان پر کی گئی جروح کا جواب دیا ہے۔(دیکھیے مقدمہ کتاب از ص11 تا ص15)

یہی وجہ ہے کہ مصر کے مفتی اعظم اور اپنے دور کے بڑے عالم شیخ محمد بخیت مطیعی نے اس کتاب کی سند کو صحیح قرار دیا۔فرماتے ہیں:

بِالسَّنَدِ الصَّحِيحِ اِلَى الْاِمَامِ الشَّهِيدِ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ الخ.(مقدمہ کتاب مسند زید:ص36)

ثانیاً...محدثین کا قاعدہ ہے کہ جس کتاب کی نسبت اپنے مصنف کی طرف مشہور ہو[کہ یہ کتاب فلاں مصنف کی ہے]تو مصنف سے لے کر ہم تک

اس کی سند دیکھنے کی حاجت نہیں رہتی۔ یہ شہرت اس سند کے دیکھنے سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ چنانچہ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لِاَنَّ الْكِتَابَ الْمَشْهُوْرَ الْغَنِيُّ بِشُهْرَتِهٖ عَنِ اعْتِبَارِ الْاِسْنَادِ مِنَّا اِلٰى مُصَنِّفِهٖ (النکت لابن حجر ص56)

اور یہ قاعدہ ان محدثین و محققین کے ہاں پایا جاتا ہے؛ امام سخاوی (فتح المغیث ج1 ص44)، امام ابن حجر (النکت ص56)، علامہ جزائری (توجیہ النظر ص378)، امام سیوطی (تدریب الراوی ج1 ص147)، امام کرمانی (شرح بخاری ج1 ص7)

اور مسند زید (المعروف المجموع الفقہی) کا امام زید بن علی کی کتاب ہونا واضح ہے۔ سر دست چند حوالہ جات چند محققین اور خود غیر مقلدین کے حوالہ جات پیش خدمت ہیں جنہوں نے اس کتاب کو حضرت امام زید کی کتاب مانا ہے:

1: علامہ شوکانی... (نیل الاوطار للشوکانی: ج1 ص297، ج2 ص244)

2: عمر رضا کحالہ.... (معجم المؤلفین: ج4 ص190)

3: غلام احمد حریری غیر مقلد... (تاریخ تفسیر و مفسرین: ص550)

لہذا نیچے والی سند دیکھنے کی حاجت ہی نہیں۔ اس لیے اس اعتراض کو لے کر کتاب کا انکار کرنا غلط ہے۔

2: حضرت ابو عبد الرحمن السلمی:

عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَعَا الْقُرَّاءَ فِي رَمَضَانَ، فَأَمَرَ مِنْهُمْ رَجُلاً يُصَلِّي بِالنَّاسِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً. قَالَ: وَكَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُوتِرُ بِهِمْ.

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص496)

ترجمہ: ابو عبد الرحمن سلمی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا۔ پھر ایک قاری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھایا کرے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ خود انہیں وتر پڑھاتے تھے۔

شبہ نمبر1:

اس میں ایک راوی حماد بن شعیب ضعیف ہے۔

جواب:

اولاً:... اگرچہ حماد بن شعیب کی بعض ائمہ نے تضعیف کی ہے لیکن دیگر ائمہ نے اس کی توثیق بھی کی ہے مثلاً:

1: امام ابن عدی فرماتے ہیں: يُكْتَبُ حَدِيْثُهٗ مَعَ ضُعْفِهٖ (لسان المیزان: ج2 ص348)

یعنی اس کی حدیث اس کے ضعف کے باوجود لکھی جا سکتی ہے۔

ارشاد الحق اثری کے نزدیک "يُكْتَبُ حَدِيْثُهٗ" کا جملہ الفاظ تعدیل میں شمار ہوتا ہے۔ (توضیح الکلام ج1 ص547، فی نسخۃ: ص496)

2: امام ابن حبان نے انہیں ثقات میں شمار کیا ہے۔ (تہذیب الکمال: ج8 ص378)

3: علامہ ابن تیمیہ نے اسی حماد بن شعیب والی روایت سے استدلال کیا ہے۔ (منہاج السنہ ج2 ص224)

4: امام بیہقی نے اس اثر علی کو اثر شتیر بن شکل کی قوت کے لیے روایت کیا ہے جو دلیل ہے کہ یہ امام بیہقی کے نزدیک قوی ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص496)

5: علامہ ذہبی جیسے ناقد فن نے اس پر المنتقیٰ ص542 پر سکوت فرمایا ہے۔

(تجلیات صفدر ج3 ص323)

6: امام ترمذی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی بیس رکعت والی روایت کو صحیح مانتے ہیں جب ہی تو استدلال کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

وَأَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى مَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(سنن الترمذی: ج1 ص166 ابواب الصوم باب ماجاء فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: اکثر اہل علم کا موقف بیس رکعت ہی ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

لہذا اصولی طور پر حماد بن شعیب حسن الحدیث درجہ کا راوی ہے اور حدیث مقبول ہے۔

ثانیا:.... حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور کی تراویح کے راوی حضرت حسین اور ابو الحسناء بھی ہیں۔ لہذا اس سند میں اگر ضعف ہو (جبکہ یہ حسن درجہ کی روایت ہے) تو ان مویدات کی وجہ سے ختم ہو جائے گا۔

شبہ نمبر2:

عطاء بن السائب "مختلط راوی ہے، حماد بن شعیب ان لوگوں میں سے نہیں جنہوں نے اس سے قبل الاختلاط سنا ہے۔ (آٹھ رکعت نماز تراویح ص 13)

جواب نمبر1:

عطاء بن السائب اگر آخر عمر میں مختلط ہو گئے تھے لیکن اتنے بھی نہیں کہ ان کی احادیث ضعیف قرار دی جائیں بلکہ باوجود اختلاط کے محدثین کے ہاں ان کی احادیث کم از کم "حسن" درجہ کی ضرور ہیں۔ مثلاً:

1: امام ہیثمی ایک روایت کے تحت لکھتے ہیں:

"وَفِيْهِ عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ وَفِيْهِ كَلَامٌ وَهُوَ حَسَنُ الْحَدِيْثِ" (مجمع الزوائد ج3 ص142، باب التکبیر علی الجنازۃ)

ترجمہ: اس روایت میں عطاء بن السائب ہے، اس میں کلام ہے لیکن ان کی حدیث حسن درجہ کی ہے۔

2: علامہ ذہبی فرماتے ہیں: تَابِعِيٌّ مَشْهُوْرٌ حَسَنُ الْحَدِيْثِ (المغنی فی الضعفاء ج2 ص59، رقم الترجمۃ 4121)

ترجمہ: یہ مشہور تابعی ہیں اور ان کی حدیث حسن درجہ کی ہوتی ہے۔

3: امام حاکم عطاء بن السائب کی ایک روایت جسے جریر بن عبد الحمید نے روایت کیا ہے، کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ. (المستدرک للحاکم ج5 ص350، 351 کتاب التوبۃ والانابۃ)

ترجمہ: اس کی سند صحیح ہے۔

حالانکہ جریر کا سماع بعد الاختلاط کا ہے۔ (الشذا الفیاح من علوم ابن الصلاح: ج1 ص453. طبع دار ابن حزم)

معلوم ہوا آپ اختلاط کے باوجود "حسن الحدیث" ہیں۔

4: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَكَانَ اخْتَلَطَ بِآخِرِهٖ وَلَمْ يَفْحُشْ حَتّٰى يَسْتَحِقَّ اَنْ يَّعْتَدِلَ بِهٖ عَنْ مَسْلَكِ الْعُدُوْلِ۔ (تہذیب التہذیب ج4 ص493)

ترجمہ: عطاء بن السائب آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے لیکن اتنے فاحش اور زیادہ مختلط بھی نہیں ہوئے کہ وہ اختلاط کی وجہ سے عادل (وثقہ) ہیں راویوں کی راہ سے تجاوز کر جائیں۔

5: امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ لکھتے ہیں: انہوں نے عطاء بن السائب کو مقدمہ مسلم میں قابل اعتماد اور طبقہ ثانیہ کا راوی شمار کیا ہے جن سے صحیح مسلم میں روایت لی ہے۔ (مقدمہ مسلم: ص3)

لہذا یہ حسن الحدیث راوی ہے اور روایت حسن درجہ کی ہے۔

جواب نمبر2:

اس روایت کی مؤید دیگر روایات بھی ہیں جن میں حضرت حسین اور حضرت ابو الحسناء کے طریق ہیں۔ پس یہ روایت مؤیدات کی وجہ سے حجت و قابل اعتماد ہے۔

جواب نمبر3:

اس روایت کو تلقی بالقبول حاصل ہے اور قاعدہ ہے کہ اگر کسی روایت کو تلقی امت بالقبول حاصل ہو جائے تو وہ روایت اگرچہ ضعیف بھی ہو تب بھی صحت کا درجہ پا لیتی ہے۔

(تدریب الراوی: ص29, فیض الباری شرح البخاری: ج3، ص:409 کتاب الوصایا، باب الوصیۃ لوارث, اخبارِ اہل حدیث مورخہ 19 اپریل 1907 بحوالہ رسائلِ اعظمی ص331)

لہذا تلقی بالقبول ہونے کی وجہ سے یہ روایت بھی صحیح و حجت ہے۔

3: حضرت ابو الحسناء:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ حَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِي الْحَسْنَاءِ أَنَّ عَلِيًّا أَمَرَ رَجُلاً يُصَلِّي بِهِمْ فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص223 کتاب الصلاۃ باب كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ، السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص497)

ترجمہ: حضرت ابو الحسناء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس رکعات تراویح پڑھائیں!

اِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

فائدہ: اس روایت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے "حکم" دینے کا ذکر ہے۔

شبہ: غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ابو الحسناء مجہول ہے، لہذا روایت ضعیف ہے۔

جواب: **اولاً:۔۔۔** عند الاحناف خیر القرون کی جہالت، تدلیس اور ارسال جرح ہی نہیں اور شوافع کے ہاں متابعت سے یہ جرح ختم ہو جاتی ہے۔ اس روایت میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیس رکعت تراویح روایت کرنے میں ابو الحسناء اکیلے نہیں بلکہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور امام ابو عبد الرحمن سلمی بھی یہی روایت کرتے ہیں۔

ثانیاً:۔۔۔ ابو الحسناء سے دو راوی یہ روایت نقل کر رہے ہیں:

1: عمرو بن قیس۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ج5 ص223)

2: ابو سعید البقال۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص497)

اور یہ دونوں بالترتیب ثقہ اور صدوق ہیں۔ (تقریب التہذیب ص456 و ص299)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مَنْ رُوِيَ عَنْهُ أَكْثَرَ مِنْ وَّاحِدٍ وَلَمْ يُوَثَّقْ اِلَيْهِ الْاِشَارَةُ بِلَفْظِ مَسْتُوْرٍ اَوْ مَجْهُوْلِ الْحَالِ. (تقریب التہذیب ص111)

ترجمہ: جس راوی سے ایک سے زائد راوی روایت کریں اور اس کی توثیق کی گئی ہو تو اس کی طرف لفظ مستور یا مجہول الحال سے اشارہ کیا جاتا ہے۔

یہاں ابو الحسناء سے بھی دو راوی یہ روایت کر رہے ہیں۔ لہذا اصولی طور پر یہ مجہول نہیں بلکہ مستور راوی بنتا ہے۔ غیر مقلدین کا اسے

مجہول العین کہہ کر روایت کو رد کرنا غلط ہے۔

الحاصل ابو الحسناء مستور راوی ٹھہرتا ہے اور محدثین کے ہاں قاعدہ ہے کہ مستور کی متابعت کوئی دوسرا راوی کرے جو مرتبہ میں اس سے بہتر یا برابر ہو تو اس کی روایت حسن ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

”وَمَتٰی تُوبِعَ السَّیِّئُ الْحِفْظِ بِمُعْتَبَرٍ کَانَ یَکُوْنُ فَوْقَهٗ اَوْ مِثْلَهٗ لَا دُوْنَهٗ وَ کَذَا الْمُخْتَلِطُ الَّذِیْ لَا یَتَمَیَّزُ وَالْمَسْتُوْرُ وَالْاِسْنَادُ الْمُرْسَلُ وَ کَذَا الْمُدَلِّسُ صَارَ حَدِیْثُهُمْ حَسَناً لَا لِذَاتِهٖ بَلْ وَصْفِهٖ بِاِعْتِبَارِ الْمَجْمُوْعِ“(نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر: ص120)

ترجمہ: جب سیئ الحفظ راوی کی متابعت کسی معتبر راوی سے ہو جائے جو مرتبہ میں اس سے بہتر یا برابر ہو، کم نہ ہو۔ اسی طرح مختلط راوی جس کی روایت میں تمیز نہ ہو سکے اور اسی طرح مستور، مرسل اور مدلس کوئی تائید کر دے تو ان سب کی روایات حسن ہو جائیں گی اپنی ذات کی وجہ سے بلکہ مجموعی حیثیت کے اعتبار سے۔

ابو الحسناء کی متابعت ابو عبد الرحمن نے کی ہے۔(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2ص496)

اور یہ ابو الحسناء سے بڑھ کر ثقہ راوی ہے۔ اس لئے ابو الحسناء کی یہ روایت جمہور کے نزدیک بھی مقبول ہے۔

دیگر صحابہ کرام

1: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

عَنْ زَیْدِ بْنِ وَهْبٍ کَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ یُصَلِّیْ بِنَا فِیْ شَهْرِ رَمْضَانَ فَیَنْصَرِفُ وَ عَلَیْهِ لَیْلٌ، قَالَ الْاَعْمَشُ: کَانَ یُصَلِّیْ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً وَیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ.

(قیام اللیل للمروزی ص157)

ترجمہ: حضرت زید بن وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رمضان شریف میں ہمیں تراویح پڑھاتے اور جب گھر کو لوٹتے تو رات ابھی باقی ہوتی تھی۔ روایت کے راوی امام اعمش فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھاتے تھے۔

فائدہ: اس روایت کی مکمل سند عمدۃ القاری شرح البخاری للعلامۃ العینی میں ہے جو کہ یہ ہے:

رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ الْمِرْوَزِیُّ قَالَ أَخْبَرَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی أَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ غِیَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَیْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ کَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ.

(عمدۃ القاری ج8 ص246 باب فضل من قام رمضان)

اس روایت کے راویوں کی توثیق یہ ہے:

(1) یحییٰ بن یحییٰ:

ابو زکریا یحییٰ بن یحییٰ بن بکر بن عبد الرحمن التمیمی۔ آپ صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن الترمذی اور سنن النسائی کے راوی ہیں۔ ثقہ، ثبت اور امام ہیں۔(تقریب التہذیب:7668)

(2) حفص بن غیاث:

ابو عمر حفص بن غیاث النخعی القاضی۔ صحاح ستہ کے مرکزی راوی ہیں۔ ثقہ اور فقیہ ہیں۔(تقریب التہذیب:1430)

(3)الاعمش:

سلیمان بن مہران الاعمش۔ صحیح البخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں اور بالاتفاق ثِقَۃ ہیں۔

(تقریب التہذیب:2615،الجرح والتعدیل:ج4139)

(4)زید بن وھب:

ابو سلیمان زید بن وھب الجہنی۔ آپ صحیح البخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں اور ثِقَۃ ہیں۔(تقریب التہذیب:2159)

(5)عبد اللہ بن مسعود:

آپ مشہور صحابی ہیں اور صحابہ میں بڑے علمی مقام کے مالک تھے۔(تقریب التہذیب:3613)

مذکورہ تفصیل سے ثابت ہوا

اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِیِّ وَمُسْلِمٍ.

ترجمہ: اس حدیث کی سند امام بخاری اور امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

2:حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ:

حضرت عبد العزیز بن رفیع رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ:

كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فِيْ رَمَضَانَ بِالْمَدِيْنَةِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج2ص224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں رمضان کے مہینے میں لوگوں کو بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھاتے تھے۔

تحقیق السند:

اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ وَرُوَاتُہٗ ثِقَاتٌ.

ترجمہ: اس حدیث کی سند صحیح ہے اور سب راوی ثقہ ہیں۔

تابعین کرام

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ:

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ أَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ ثَلَاثًا وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج5ص224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: جلیل القدر تابعی حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کو بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھتے پایا ہے۔

اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِیِّ وَمُسْلِمٍ.

ترجمہ: اس حدیث کی سند امام بخاری اور امام مسلم کی شرائط کے موافق صحیح ہے۔

امام ابراہیم بن یزید النخعی:

کوفہ کے مشہور فقیہ و مفتی حضرت ابراہیم بن یزید نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَنَّ النَّاسَ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ فِيْ رَمَضَانَ.(کتاب الآثار بروایۃ ابی یوسف القاضی:ص41باب السہو)

ترجمہ: لوگ (یعنی صحابہ کرام اور تابعین) رمضان میں پانچ ترویحے (یعنی 20 رکعت تراویح) پڑھتے تھے۔

اِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ.

ترجمہ: امام بخاری اور امام مسلم کی شرط کے موافق اس حدیث کی سند صحیح درج کی ہے۔

سیدنا شتیر بن شکل:

عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ اَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص222 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: حضرت شتیر بن شکل رحمہ اللہ رمضان شریف میں لوگوں کو بیس رکعات تراویح اور وتر پڑھاتے تھے۔

اِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَرُوَاتُهٗ ثِقَاتٌ

ترجمہ: اس حدیث کی سند حسن درجے کی ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

سیدنا ابو البختری:

عَنْ اَبِی الْبَخْتَرِیِّ اَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ فِيْ رَمَضَانَ وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: حضرت ابو البختری رحمہ اللہ رمضان شریف میں نماز تراویح پانچ ترویحے یعنی بیس رکعات اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

اِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَرُوَاتُهٗ ثِقَاتٌ

ترجمہ: اس حدیث کی سند حسن درجے کی ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

سیدنا سوید بن غفلہ:

وَأَخْبَرَنَا أَبُو زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ: مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو الْخَصِيبِ قَالَ: كَانَ يَؤُمُّنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ فِي رَمَضَانَ فَيُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص496 باب مَا رُوِيَ فِي عَدَدِ رَكَعَاتِ الْقِيَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ)

ترجمہ: آپ کے بارے میں ابو الخصیب کہتے ہیں کہ حضرت سوید بن غفلہ ہمیں رمضان میں پانچ ترویحے یعنی بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔

سیدنا ابن ابی ملیکہ:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يُصَلِّي بِنَا فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج5 ص223، 224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: نافع بن عمر کہتے ہیں کہ حضرت ابن ابی ملیکہ ہمیں رمضان میں بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

اِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ.

ترجمہ: اس حدیث کی سند امام بخاری اور امام مسلم کی شرط کے موافق صحیح ہے۔

سیدنا سعید بن جبیر:

عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: كَانَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ يَؤُمُّنَا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، فَكَانَ يَقْرَأُ بِالْقِرَاءَتَيْنِ جَمِيعًا، يَقْرَأُ لَيْلَةً بِقِرَاءَةِ ابْنِ مَسْعُودٍ فَكَانَ يُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ. (مصنف عبد الرزاق ج4 ص204 باب قیام رمضان)

ترجمہ: حضرت اسماعیل بن عبد الملک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ رمضان کے مہینے میں ہماری امامت کرواتے تھے، آپ

دونوں قرأتیں پڑھتے تھے، ایک رات ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت (اور دوسری رات حضرت عثمان کی قرأت) اور آپ رحمہ اللہ پانچ ترویحے یعنی بیس رکعت پڑھتے تھے۔

سیدنا علی بن ربیعہ:

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عُبَيْدٍ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ رَبِيْعَةَ كَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ فِيْ رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ وَّيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج5 ص224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: سعید بن عبید کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ربیعہ رحمہ اللہ رمضان شریف میں لوگوں کو پانچ ترویحے (یعنی بیس رکعات تراویح) اور تین رکعات وتر پڑھاتے تھے۔

اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَرُوَاتُهٗ ثِقَاتٌ.

ترجمہ: اس حدیث کی سند حسن درجے کی ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

سیدنا حارث:

عَنِ الْحَارِثِ اَنَّهٗ كَانَ يَؤُمُّ النَّاسَ فِيْ رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج5 ص224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: حضرت حارث رحمہ اللہ لوگوں کو رمضان شریف میں بیس رکعات نماز تراویح اور تین وتر باجماعت پڑھاتے تھے۔

جمہور علماء کا موقف اور اجماع امت

(1): امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسی بن سورۃ الترمذی (ت 279ھ) فرماتے ہیں:

وَاَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى مَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(سنن الترمذی: ج1 ص166 ابواب الصوم باب ماجاء فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: اکثر اہل علم کا موقف بیس رکعت ہی ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(2): علامہ ابن عبد البر المالکی (ت 463ھ) فرماتے ہیں:

وَهُوَ قَوْلُ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ وَبِهٖ قَالَ الْكُوْفِيُّوْنَ وَالشَّافِعِيُّ وَاَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ وَهُوَ الصَّحِيْحُ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ مِنْ غَيْرِ خِلَافٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ. (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری للعینی: ج8 ص246)

ترجمہ: بیس رکعت تراویح جمہور علماء کا قول ہے اور یہی قول اہل کوفہ، امام شافعی اور اکثر فقہاء کرام کا ہے اور حضرت ابی بن کعب سے بھی یہی قول صحت سے مروی ہے، صحابہ میں سے کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا۔

(3): علامہ علاء الدین ابو بکر بن مسعود بن احمد الکاسانی الحنفی (ت 587ھ) اس اجماع کا تذکرہ ان الفاظ سے کرتے ہیں:

وَالصَّحِيْحُ قَوْلُ الْعَامَّةِ لِمَا رُوِيَ اَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَمَعَ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَلَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِ اَحَدٌ فَيَكُوْنُ اِجْمَاعًا مِّنْهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ.

(بدائع الصنائع ج1 ص644)

ترجمہ: صحیح عام علماء ہی کا قول ہے، اس لیے کہ یہ روایت کی گئی ہے کہ حضرت عمر نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان المبارک میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت میں جمع کیا انہوں نے ان کو ہر رات بیس رکعت پڑھائیں اور اس پر کسی نے انکار نہیں کیا۔ پس یہ صحابہ

کرام کی طرف سے بیس رکعت پر اجماع ہو گیا۔

(4): علامہ ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی الشافعی (ت676ھ) فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ اَنَّ صَلَاۃَ التَّرَاوِیحِ سُنَّۃٌ بِاتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ وَھِیَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً. (کتاب الاذکار ص226)

ترجمہ: جان لیجیے کہ نماز تراویح باتفاق علماء سنت ہے اور یہ بیس رکعتیں ہیں۔

(5): ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی (ت1014ھ) فرماتے ہیں:

اَجْمَعَ الصَّحَابَۃُ عَلٰی اَنَّ التَّرَاوِیحَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً. (مرقاۃ المفاتیح: ج3 ص346)

ترجمہ: تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیس رکعت تراویح ہونے پر اجماع کیا ہے۔

نیز "شرح النُّقایۃ" میں لکھتے ہیں:

فَصَارَ اِجْمَاعاً لِمَا رَوَی الْبَیْہَقِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِیحٍ اَنَّھُمْ کَانُوْا یُقِیْمُوْنَ عَلٰی عَھْدِ عُمَرَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَعَلٰی عَھْدِ عُثْمَانَ وَعَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ.

(شرح النقایۃ: ج1 ص342)

ترجمہ: پس (بیس رکعت) پر اجماع ہو گیا کیونکہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے سند صحیح کے ساتھ روایت کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں بیس رکعتیں پڑھتے تھے، ایسے ہی خلافت عثمان اور خلافت علی رضی اللہ عنہما میں بھی۔

(6): علامہ سید محمد بن محمد الحسینی الزبیدی المعروف مرتضیٰ الزبیدی (ت1205ھ) فرماتے ہیں:

وَبِالْاِجْمَاعِ الَّذِیْ وَقَعَ فِیْ زَمَنِ عُمَرَ اَخَذَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ وَالنَّوَوِیُّ وَالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَالْجُمْھُوْرُ وَاخْتَارَہُ ابْنُ عَبْدِالْبَرِّ.

(اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین: ج3 ص422)

ترجمہ: اس اجماع کی وجہ سے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا تھا، امام ابو حنیفہ، امام نووی، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ اور جمہور حضرات نے (بیس رکعت تراویح) کو اختیار کیا ہے اور یہی موقف علامہ ابن عبد البر نے بھی اختیار کیا ہے۔

(7): علامہ محمد امین بن عمر بن عبد العزیز بن احمد ابن عابدین شامی (ت1252ھ) فرماتے ہیں:

(وَھِیَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً) ھُوَ قَوْلُ الْجُمْھُوْرِ وَعَلَیْہِ عَمَلُ النَّاسِ شَرْقاً وَغَرْباً.

(رد المحتار لابن عابدین الشامی: ج2 ص599)

ترجمہ: بیس رکعت ہی جمہور کا قول ہے اور اسی پر مشرق و مغرب میں پوری امت کا عمل ہے۔

(8): استاذ المحدثین فقیہ النفس، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی (ت1322ھ) اپنے رسالہ "الحق الصریح" میں فرماتے ہیں:

الحاصل ثبوت بست رکعت باجماع صحابہ رضی اللہ عنہ درآخرِ زمانِ عمر رضی اللہ عنہ ثابت شد پس سنت باشد و کسیکہ از سنتِ آہ انکار دارو خطاست۔

(الحق الصریح ص14)

ترجمہ: خلاصہ یہ کہ بیس رکعات کا ثبوت اجماع صحابہ سے آخر عہد فاروقی میں ثابت شدہ ہے لہذا یہی سنت ہے اور جو شخص اس کے سنت ہونے کا انکار کرے وہ غلطی پر ہے۔

فائدہ: "الحق الصریح" قاسم العلوم والخیرات حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا رسالہ ہے جو تراویح سے متعلق دو تحریروں پر مشتمل ہے۔ پہلی تحریر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی ہے۔ دوسری تحریر قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کی ہے۔ درج بالا عبارت حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی تحریر سے نقل کی گئی ہے۔

بلاد اسلامیہ میں تعداد تراویح

اہل مکہ:

1: قَالَ الْإِمَامُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: وَبِمَكَّةَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ. (نیل الاوطار للشوکانی: ج3 ص57)

ترجمہ: امام امام مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مکہ میں تئیس رکعت (یعنی بیس تراویح اور تین وتر) پڑھے جاتے ہیں۔

2: قَالَ الْإِمَامُ عَطَاءُ بْنُ أَبِيْ رَبَاحٍ الْمَكِّيُّ التَّابِعِيُّ: أَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ ثَلَاثًا وَعِشْرِيْنَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: امام عطاء بن ابی رباح مکی تابعی فرماتے ہیں: میں نے لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھتے پایا ہے۔

3: قَالَ الْإِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيْسَ الشَّافِعِيُّ: وَهٰكَذَا أَدْرَكْتُ بِبَلَدِنَا بِمَكَّةَ يُصَلُّوْنَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(سنن الترمذی: ج1 ص166 ابواب الصوم باب ماجاء فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: امام محمد بن ادریس شافعی فرماتے ہیں: میں نے اپنے شہر مکہ میں لوگوں کو بیس رکعت پڑھتے پایا ہے۔

اہل مدینہ:

1: ابن ابی ملیکہ مشہور تابعی ہیں۔ مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے۔ تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ہے۔ (تہذیب التہذیب: ج3 ص559)

آپ کے متعلق نافع بن عمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ يُصَلِّيْ بِنَا فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص223، 224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: حضرت ابن ابی ملیکہ ہمیں رمضان میں بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

2: مشہور محدث وحافظ حضرت داؤد بن قیس رحمہ اللہ مدینہ کے رہنے والے تھے۔ آپ فرماتے ہیں:

أَدْرَكْتُ النَّاسَ بِالْمَدِيْنَةِ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَأَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ يُصَلُّوْنَ سِتَّةً وَثَلَاثِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُوْنَ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: میں نے مدینہ میں خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ اور ابان بن عثمان کے دور میں لوگوں کو چھتیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھتے پایا ہے۔

فائدہ: یہ 36 رکعات تراویح کیسے بنی؟ علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی (ت 911ھ) فرماتے ہیں:

تَشْبِيْهًا بِأَهْلِ مَكَّةَ، حَيْثُ كَانُوْا يَطُوْفُوْنَ بَيْنَ كُلِّ تَرْوِيْحَتَيْنِ طَوَافًا وَيُصَلُّوْنَ رَكْعَتَيْهِ وَلَا يَطُوْفُوْنَ بَعْدَ الْخَامِسَةِ. فَأَرَادَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مُسَاوَاتَهُمْ فَجَعَلُوْا مَكَانَ كُلِّ طَوَافٍ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ. (الحاوی للفتاوی: ج1 ص336)

ترجمہ: اہل مدینہ نے اہل مکہ کی مشابہت کے لیے 36 رکعات اختیار کرلیں کیونکہ اہل مکہ چار رکعت کے بعد طواف کعبہ کر لیتے اور طواف کی دو رکعت نفل پڑھ لیتے تھے اور پانچویں ترویحہ کے بعد طواف نہیں کرتے تھے۔ پس اہل مدینہ طواف کے بجائے 4 رکعات کے بعد 4 رکعات (نفل) پڑھ لیتے تھے۔

گویا ان کی اضافی رکعات تراویح کا حصہ نہ تھیں بلکہ درمیان کی نفلی عبادت میں شامل تھیں۔ تراویح فقط بیس رکعات تھیں۔

اہل کوفہ:

کوفہ ایک اسلامی شہر ہے جو عہد فاروقی میں 17ھ میں بحکم امیر المومنین تعمیر کیا گیا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے عظیم المرتبت صحابی کو تعلیم وتدریس کے لیے کوفہ شہر بھیجا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے دارالخلافہ بنایا۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ اس شہر میں چار ہزار حدیث کے طلبہ اور چار سو فقہاء موجود تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں شمار نہیں کر سکتا کہ کوفہ طلب حدیث کے لیے کتنی مرتبہ گیا ہوں۔(مقدمہ نصب الرایۃ للکوثری ملخصاً)

1: کوفہ کے مشہور فقیہ ومفتی حضرت ابراہیم بن یزید نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يُصَلُّوْنَ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ فِيْ رَمَضَانَ. (کتاب الآثار بروایۃ ابی یوسف القاضی: ص41)

ترجمہ: لوگ (یعنی صحابہ وتابعین) رمضان میں پانچ ترویحے (یعنی بیس رکعت) پڑھتے تھے۔

2: مشہور تابعی حضرت سعید بن جبیر جنھوں حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر وغیرہ جیسے القدر صحابہ سے علم حاصل کیا، کوفہ ہی میں شہید کیے گئے، آپ کے بارے میں منقول ہے:

عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: كَانَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ يَؤُمُّنَا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، فَكَانَ يَقْرَأُ بِالْقَرَاءَتَيْنِ جَمِيعًا، يَقْرَأُ لَيْلَةً بِقِرَاءَةِ ابْنِ مَسْعُودٍ فَكَانَ يُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ.

(مصنف عبد الرزاق: ج4 ص204 باب قیام رمضان)

ترجمہ: اسماعیل بن عبد الملک فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ رمضان کے مہینے میں ہماری امامت کرواتے تھے۔ آپ دونوں قرأتیں پڑھتے تھے، ایک رات ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت (اور دوسری رات حضرت عثمان کی قرأت) اور آپ پانچ ترویحے (یعنی بیس رکعت) پڑھتے تھے۔

3: حضرت شتیر بن شکل، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے کوفہ میں رہائش پذیر تھے۔ آپ کے بارے میں روایت ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص222 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: عبد اللہ بن قیس فرماتے ہیں کہ حضرت شتیر بن شکل لوگوں کو رمضان میں بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔

4: حارث ہمدانی (ت 65ھ) حضرت علی اور حضرت ابن مسعود کے شاگرد تھے، کوفہ میں وفات پائی۔ آپ کے بارے میں روایت ہے:

عَنِ الْحَارِثِ: أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّ النَّاسَ فِي رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص224 کتاب الصلاۃ بَابُ كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: حضرت حارث رحمہ اللہ لوگوں کو رمضان کی راتوں میں بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

5: مشہور تابعی امام سفیان ثوری (ت 161ھ) کوفہ کے رہنے والے تھے۔ آپ بھی بیس رکعات تراویح کے قائل تھے۔

قَالَ الْإِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى التِّرْمِذِيُّ: وَأَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى مَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ. (سنن الترمذی: ج1 ص166 ابواب الصوم باب ماجاء فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اکثر اہل علم کا موقف بیس رکعت ہی ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور یہی موقف امام سفیان ثوری کا بھی ہے۔

اہل بصرہ:

حضرت یونس بن عبید جو امام حسن بصری اور امام ابن سیرین کے شاگرد اور سفیان ثوری وشعبہ کے استاد ہیں، فرماتے ہیں:

أَدْرَكْتُ مَسْجِدَ الْجَامِعِ قَبْلَ فِتْنَةِ ابْنِ الْأَشْعَثِ يُصَلِّي بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَسَعِيدُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ وَعِمْرَانُ الْعَبْدِيُّ كَانُوا يُصَلُّونَ خَمْسَ تَرَاوِيحَ. (قیام اللیل للمروزی: ص158)

ترجمہ: میں نے ابن الاشعث کے فتنہ سے پہلے جامع مسجد بصرہ میں دیکھا کہ حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر، حضرت سعید بن ابی الحسن اور حضرت عمران عبدی رحمہم اللہ لوگوں کو پانچ ترویحے (یعنی بیس رکعت) پڑھاتے تھے۔

ابن الاشعث کا فتنہ سن 83ھ میں بصرہ میں برپا ہوا تھا۔ گویا کہ 83ھ تک بصرہ میں بھی تراویح 20 رکعات ہی پڑھی جاتی تھیں۔

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ اور بیس رکعات تراویح

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ:

امام اعظم فی الفقہاء امام ابو حنیفہ اور آپ کے تمام مقلدین بیس رکعات تراویح کے قائل ہیں۔

1: علامہ ابو الولید محمد بن احمد بن محمد المعروف ابن رشد القرطبی المالکی (ت 595ھ) لکھتے ہیں:

فَاخْتَارَ ... اَبُوْ حَنِيْفَةَ ... اَلْقِيَامُ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً سِوَى الْوِتْرِ. (بدایۃ المجتہد: ج1 ص214)

ترجمہ: امام ابو حنیفہ کے ہاں قیام رمضان بیس رکعت ہے، وتر علاوہ ہیں۔

2: امام فخر الدین حسن بن منصور الاوزجندی المعروف قاضی خان (ت 592ھ) "فتاویٰ قاضیخان" میں لکھتے ہیں:

عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ: قَالَ اَلْقِيَامُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ سُنَّةٌ... كُلَّ لَيْلَةٍ سِوَى الْوِتْرِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ. (ج1 ص112)

ترجمہ: امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ رمضان میں ہر رات بیس رکعت یعنی پانچ ترویحے وتر کے علاوہ پڑھنا سنت ہے۔

3: علامہ محمد امین بن عمر ابن عابدین شامی (ت 1252ھ) فرماتے ہیں:

(قَوْلُهُ وَعِشْرُوْنَ رَكْعَةً) وَهُوَ قَوْلُ الْجُمْهُوْرِ وَعَلَيْهِ عَمَلُ النَّاسِ شَرْقاً وَّغَرْباً. (رد المحتار: ج2 ص599)

ترجمہ: بیس رکعت ہی جمہور کا قول ہے اور اسی پر مشرق و مغرب میں پوری امت کا عمل ہے۔

امام مالک بن انس رحمہ اللہ:

امام مالک نے ایک قول کے مطابق بیس رکعت تراویح کو مستحسن کہا ہے۔ علامہ ابن رشد فرماتے ہیں:

وَاخْتَارَ مَالِكٌ فِيْ اَحَدِ قَوْلَيْهِ... اَلْقِيَامُ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً. (بدایۃ المجتہد: ج1 ص214)

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ نے ایک قول میں بیس رکعت تراویح کو اختیار فرمایا ہے۔

دوسرا قول چھتیس رکعت کا ہے جن میں بیس رکعت تراویح اور سولہ نفل تھیں۔ (تفصیل گزر چکی ہے)

امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ:

آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَحَبُّ اِلَيَّ عِشْرُوْنَ... وَ كَذٰلِكَ يَقُوْمُوْنَ بِمَكَّةَ (قیام اللیل ص159)

ترجمہ: مجھے بیس رکعت تراویح پسند ہے، مکہ میں بھی بیس رکعت پڑھتے ہیں۔

وَقَالَ اَیْضاً: وَھٰکَذَا اَدْرَکْتُ بِبَلَدِنَا بِمَکَّۃَ یُصَلُّوْنَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔

(سنن الترمذی: ج1 ص166 ابواب الصوم باب ماجاء فی قیام شھر رمضان)

ترجمہ: میں نے اپنے شہر مکہ میں لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھتے پایا ہے۔

علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی الشافعی (ت676ھ) فرماتے ہیں:

اَعْلَمْ اَنَّ صَلٰوۃَ التَّرَاوِیْحِ سُنَّۃٌ بِاِتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ وَھِیَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً. (کتاب الاذکار: ص226)

ترجمہ: یہ بات جان لیجیے کہ تراویح باتفاق علماء سنت ہے اور یہ بیس رکعت ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ:

آپ مجتہد اور بہت بڑے محدث تھے۔ بیس رکعت تراویح کے قائل تھے۔ چنانچہ فقہ حنبلی کے ممتاز ترجمان امام ابن قدامہ لکھتے ہیں:

وَالْمُخْتَارُ عِنْدَ اَبِیْ عَبْدِاللہِ (اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ) فِیْھَا عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً وَبِھٰذَا قَالَ الثَّوْرِیُّ وَاَبُوْحَنِیْفَۃَ وَالشَّافِعِیُّ (المغنی: ج2 ص366)

ترجمہ: مختار قول کے مطابق امام احمد بن حنبل بیس رکعت کے قائل تھے اور یہی مذہب امام سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا ہے۔

مشائخ کرام اور بیس رکعت تراویح

امت مسلمہ میں جو مشائخ کرام گزرے ہیں ان کا عمل، اخلاق اور حسنِ کردار اس امت کے لیے قابل اتباع ہے۔ ان کی زندگی پر نظر ڈالی جائے تو وہ بھی بیس رکعت پر عمل پیرا نظر آتے ہیں جو یقیناً رشد و ہدایت کی دلیل ہے۔ چند مشہور مشائخ کی تصریحات پیش خدمت ہیں:

1: شیخ ابوحامد محمد بن محمد بن محمد غزالی (ت505ھ):

اَلتَّرَاوِیْحُ وَھِیَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً وَکَیْفِیَّتُھَا مَشْھُوْرَۃٌ وَھِیَ سُنَّۃٌ مُؤَکَّدَۃٌ. (احیاء العلوم ج1 ص242، 243)

ترجمہ: تراویح بیس رکعات ہیں جن کا طریقہ مشہور ہے اور یہ سنت مؤکدہ ہیں۔

2: شیخ ابومحمد محی الدین عبدالقادر بن ابی صالح عبداللہ جیلانی (ت561ھ):

صَلٰوۃُ التَّرَاوِیْحِ سُنَّۃُ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھِیَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً. (غنیۃ الطالبین ص267، 268)

ترجمہ: تراویح کی نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے اور یہ بیس رکعت ہے۔

3: شیخ امام ابوالمواہب عبدالوہاب بن احمد بن علی الشعرانی الشافعی (ت973ھ):

اَلتَّرَاوِیْحُ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً (المیزان الکبریٰ: ص217)

ترجمہ: تروایح رمضان شریف میں بیس رکعت ہے۔

حرمین شریفین اور بیس رکعات تراویح

اسلام کے دو مقدس حرم، حرم مکہ و حرم مدینہ میں چودہ سو سال سے بیس رکعت سے کم تراویح پڑھنا ثابت نہیں بلکہ بیس رکعت ہی متوارث و متواتر عمل رہا ہے۔ چنانچہ مسجد نبوی کے مشہور مدرس اور مدینہ منورہ کے سابق قاضی شیخ عطیہ سالم نے مسجد نبوی میں نماز تراویح کی چودہ سو سالہ تاریخ پر "اَلتَّرَاوِیْحُ اَکْثَرُ مِنْ اَلْفِ عَامٍ" کے نام سے ایک مستقل کتاب تالیف فرما کر ثابت کیا ہے کہ چودہ سو سالہ مدت میں بیس رکعت متواتر عمل ہے اس سے کم ثابت نہیں۔ جامعہ ام القری مکہ مکرمہ کی طرف سے کلیۃ الشریعۃ والدراسات الاسلامیۃ مکہ مکرمہ کے استاد شیخ محمد علی صابونی کا ایک رسالہ اَلْھَدْیُ النَّبَوِیُّ الصَّحِیْحُ فِیْ صَلٰوۃِ التَّرَاوِیْحِ کے نام سے شائع کیا گیا ہے جس میں شیخ صابونی نے عہد خلافت راشدہ سے لے کر عہد حکومت سعودیہ تک مکہ مکرمہ و مسجد حرام میں ہمیشہ بیس رکعات تراویح پڑھے جانے کا ثبوت دیا ہے۔

غیر مقلدین کے دلائل اور ان کے جوابات

دلیل نمبر 1:

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا

(صحیح البخاری: بَابُ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ)

ترجمہ: حضرت سلمہ بن عبد الرحمن نے ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان میں کیسی ہوتی تھی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ پہلے چار رکعتیں پڑھتے کچھ نہ پوچھو کتنی حسین و لمبی ہوتی تھیں، اس کے بعد پھر چار رکعت پڑھتے، کچھ نہ پوچھو کتنی حسین اور لمبی ہوتی تھیں، پھر تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

جواب نمبر 1:

اس روایت سے آٹھ رکعت تراویح پر استدلال درست نہیں اس لیے کہ اس میں "رمضان و غیر رمضان" میں ہمیشہ گیارہ رکعت پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ تراویح صرف رمضان میں پڑھی جاتی ہے، غیر رمضان میں نہیں۔ حدیث کے جملہ "مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ" سے یہی بات سمجھ میں آرہی ہے۔

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس سے وہ نماز مراد ہے جو رمضان اور غیر رمضان دونوں میں پڑھی جاتی ہے اور وہ نمازِ تہجد ہے نہ کہ نمازِ تراویح۔

جواب نمبر 2:

اس حدیث میں گیارہ رکعت تنہا پڑھنے کا ذکر ہے نہ کہ جماعت کے ساتھ اور تراویح جماعت سے پڑھی جاتی ہے۔

جواب نمبر 3:

اس میں ایک سلام سے چار رکعت کا ذکر ہے جبکہ تراویح ایک سلام سے دو دو رکعت پڑھی جاتی ہیں۔

جواب نمبر 4:

محدثین کے نزدیک بھی یہ حدیث تراویح کے متعلق نہیں۔ کیونکہ عام طور پر حضرات محدثین کا طرز یہ ہے کہ تہجد کے لیے "باب قیام اللیل" اور تراویح کے لیے "باب قیام رمضان" قائم کرتے ہیں۔ مثلاً...

نام کتاب	باب تہجد	باب تراویح
صحیح البخاری	باب فضل قیام اللیل	باب فضل من قام رمضان
صحیح مسلم	باب صلوۃ اللیل	باب الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح
سنن ابی داوٗد	باب فی صلوۃ اللیل	باب قیام شھر رمضان
سنن ترمذی	باب فی فضل صلوۃ اللیل	باب ماجاء فی قیام شھر رمضان

سنن نسائی	کتاب قیام اللیل	ثواب من قام وصام
سنن ابن ماجہ	باب ماجاء فی قیام اللیل	باب ماجاء فی قیام شھر رمضان
موطا امام مالک	باب فی صلوۃ اللیل	باب فی قیام رمضان
موطا امام محمد	باب فی صلوۃ اللیل	باب قیام شھر رمضان
مشکوۃ شریف	باب فی صلوۃ اللیل	باب قیام شھر رمضان
ریاض الصالحین	باب فضل قیام اللیل	باب استحباب قیام رمضان وھو التراویح
صحیح ابن حبان	فصل قیام اللیل	فصل فی التراویح
مجمع الزوائد	باب فی صلوۃ اللیل	قیام رمضان
سنن کبری للبیہقی	باب فی صلوۃ اللیل	باب فی قیام شھر رمضان
جمع الفوائد	صلوۃ اللیل	قیام رمضان والتراویح وغیر ذالک
قیام اللیل للمروزی	باب فی صلوۃ اللیل	قیام رمضان
بلوغ المرام	صلوۃ التطوع	قیام رمضان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ روایت کو محدثین نے باب صلوۃ اللیل (یعنی تہجد کے باب) میں ذکر فرمایا ہے۔ مثلاً

صحیح البخاری ج1ص154 کتاب التہجد

صحیح مسلم ج1ص254 باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اللیل

سنن ابی داؤد ج1ص198 باب صلاۃ اللیل

سنن الترمذی ج1ص99 باب ماجاء فی وصف صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل

مؤطا امام مالک ص102،103 باب ماجاء فی صلوٰۃ اللیل

سنن النسائی ج1ص237 کتاب قیام اللیل

زاد المعاد لابن القیم ص127 قیام اللیل

حضرات محدثین کا اس حدیث کو قیام اللیل (یعنی تہجد کے باب) میں ذکر کرنا دلیل ہے کہ یہ تہجد سے متعلق ہے نہ کہ تراویح سے متعلق۔

جواب نمبر4 پر اعتراض:

اس روایت کو امام بخاری "بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ" اور امام محمد "بَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ" میں بھی لائے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ تراویح کے متعلق ہے۔

جواب:

امام بخاری اور امام محمد اس روایت کو تہجد اور قیام رمضان وغیرہ میں لائے تاکہ ثابت کریں کہ تہجد جس طرح غیر رمضان میں پڑھی جاتی ہے اسی طرح رمضان میں بھی پڑھی جاتی ہے۔

جواب نمبر5:

غیر مقلدین کا خود بھی اس روایت پر عمل نہیں، اس لیے کہ اس روایت میں رمضان اور غیر رمضان میں تین رکعات وتر کا ذکر ہے لیکن غیر

مقلدین ایک وتر پڑھ کر گھر کی راہ لیتے ہیں۔

دلیل نمبر 2:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ ثَمَانَ رَكْعَاتٍ وَاَوْتَرَ. فَلَمَّا كَانَتِ الْقَابِلَةُ اِجْتَمَعْنَا فِي الْمَسْجِدِ وَرَجَوْنَا اَنْ يَّخْرُجَ. فَلَمْ نَزَلْ فِيْهِ حَتّٰى اَصْبَحْنَا ثُمَّ دَخَلْنَا. فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اجْتَمَعْنَا الْبَارِحَةَ فِي الْمَسْجِدِ وَرَجَوْنَا اَنْ تُصَلِّيَ بِنَا فَقَالَ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ يُّكْتَبَ عَلَيْكُمْ. (المعجم الصغیر للطبرانی: ج1ص190)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رمضان کی ایک رات میں آٹھ رکعتیں اور تین وتر پڑھائے۔ جب دوسری رات ہوئی تو ہم مسجد میں جمع ہو گئے۔ ہم اس امید میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے، ہم اسی انتظار میں بیٹھے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم رات کو اس امید پر جمع ہوئے تھے کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس بات کا خوف تھا کہ یہ نماز تم پر کہیں فرض نہ ہو جائے۔[اس لیے نہیں پڑھائی]

یہی روایت صحیح ابن خزیمہ (ج1ص531)، صحیح ابن حبان (ص710 باب الوتر) اور قیام اللیل للمروزی (ص155) میں بھی ہے۔

جواب:

مذکورہ کتب میں یہ روایت دو سندوں سے آتی ہے۔

1: اسحاق-ابو الربیع-یعقوب قمی-عیسی بن جاریۃ-جابر بن عبد اللہ

2: محمد بن حمید الرازی-یعقوب قمی-عیسی بن جاریۃ-جابر بن عبد اللہ

ان دونوں طریق میں درج ذیل رواۃ ضعیف و مجروح ہیں۔

عیسی بن جاریہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ سے نقل کرنے والے صرف ایک راوی ہیں عیسی بن جاریہ، انہی پر اس روایت کا مدار ہے، ابن خزیمہ کے حاشیہ پر اس کے بارے میں لکھا ہے:

عِيْسَى بْنُ جَارِيَةَ فِيْهِ لِيْنٌ (صحیح ابن خزیمۃ ج1ص531)

ترجمہ: عیسیٰ بن جاریہ میں کمزوری ہے۔

دیگر محدثین نے بھی اس پر جروح کی ہیں:

1: امام یحیٰ بن معین: لَيْسَ بِذَاكَ عِنْدَهُ مَنَاكِيْرُ [یہ شخص قوی نہیں نیز اس کے پاس منکر روایات پائی جاتی ہے]

2: امام نسائی: مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ [اس کی حدیث میں نکارت پائی جاتی ہے]

3: امام ابوداؤد: مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ [اس کی حدیث میں نکارت پائی جاتی ہے]

4: امام نسائی: مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ [اس کی روایات کو محدثین نے ترک کر دیا ہے]

5: امام ابن عدی: اَحَادِيْثُهُ غَيْرُ مَحْفُوْظَةٍ [اس کی احادیث غیر محفوظ ہیں]

6: امام ساجی: ذَكَرَهُ فِي الضُّعَفَاءِ [ضعفاء میں شمار کیا]

7: امام عقیلی: ذَكَرَهُ فِي الضُّعَفَاءِ [ضعفاء میں شمار کیا]

(میزان الاعتدال ج3ص312، تہذیب التہذیب ج5ص193،192)

یعقوب قمی:

یہ راوی دونوں سندوں میں موجود ہے۔ اس کا نام یعقوب بن عبد اللہ القمی ہے۔ یہ بھی مجروح راوی ہے۔

امام دار قطنی فرماتے ہیں: لَیْسَ بِالْقَوِیِّ. [یہ قوی نہیں ہے](میزان الاعتدال ج5ص178)

پس یہ روایت ضعیف، متروک اور صحیح روایات کے مقابلے میں ناقابل حجت ہے۔

دلیل نمبر 3:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ عَنْ عِیْسَی بْنِ جَارِیَۃَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ جَاءَ اُبَیُّ ابْنُ کَعْبٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ کَانَ مِنِّی اللَّیْلَۃَ شَیْئٌ یَعْنِیْ فِیْ رَمَضَانَ قَالَ وَمَا ذَاکَ یَا اُبَیُّ قَالَ: نِسْوَۃٌ فِیْ دَارِیْ قُلْنَ اِنَّا لَا نَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَنُصَلِّیْ بِصَلَاتِکَ قَالَ فَصَلَّیْتُ بِھِنَّ ثَمَانَ رَکَعَاتٍ ثُمَّ اَوْتَرْتُ قَالَ فَکَانَ شِبْہَ الرِّضَاءِ وَلَمْ یَقُلْ شَیْئًا. (مسند ابی یعلیٰ: ج3ص336)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! آج رات میرے ساتھ ایک بات پیش آئی یعنی رمضان میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابی! وہ کیا بات ہے؟، حضرت ابی نے کہا: میرے گھر میں عورتیں تھیں، انہوں نے کہا کہ ہم قرآن نہیں پڑھ سکتیں، اس لیے ہم آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گی، پس میں نے انہیں آٹھ رکعت اور وتر پڑھائے۔ تو یہ رضا کی مثل ہوئی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہیں فرمایا۔

جواب نمبر 1:

اس سند میں وہی عیسی بن جاریہ اور یعقوب القمی موجود ہیں، جو سخت مجروح اور ضعیف ہیں۔ ان پر جرح ہم ماقبل میں ذکر کر آئے ہیں۔ لہذا یہ روایت سخت ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل استدلال نہیں۔

جواب نمبر 2:

اس روایت کے تمام طرق جمع کریں تو کئی قرائن ملتے ہیں کہ اس روایت میں اضطراب ہے۔

1: یہ روایت تین کتابوں میں ہے۔ مسند احمد میں سرے سے "رمضان" کا لفظ ہی نہیں، مسند ابی یعلی میں "یعنی رمضان" کا لفظ ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فہم راوی ہے نہ کہ روایت، قیام اللیل مروزی میں "فی رمضان" کا لفظ ہے جو یقیناً کسی تحتانی راوی کا ادراج ہے۔ جب اس روایت میں "فی رمضان" کا لفظ ہی مدرج ہے تو اسے تراویح سے کیا تعلق رہا؟

2: مسند ابی یعلی اور قیام اللیل للمروزی سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واقعہ خود حضرت ابی بن کعب کا ہے جبکہ مسند احمد کی روایت میں الفاظ ہیں: عَنْ جَابِرٍ عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الخ.. [حضرت جابر حضرت ابی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا] جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ کسی اور کا ہے، حضرت ابی بن کعب کا نہیں۔

3:۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ آٹھ رکعت پڑھنے والا یہ کہتا ہے: "اَنَّہٗ کَانَ مِنِّی اللَّیْلَۃَ شَیْئٌ" [رات مجھ سے یہ کام سرزد ہو گیا] اور "عَمِلْتُ اللَّیْلَۃَ عَمَلاً" [میں نے آج رات ایسا عمل کیا]۔ معلوم ہوا کہ اس نے اسی رات آٹھ پڑھیں تھیں اس سے پہلے معمول آٹھ کا نہیں تھا، اس لئے تو اس نے کہا کہ میں نے یہ انوکھا کام کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے کہ جب یہ خود اس کام کو انوکھا سمجھ رہا ہے تو خواہ مخواہ اس کی تردید کیوں کی جائے۔

دلیل نمبر4:

وحَدَّثَنِي عَنْ مَالِك عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ عَنْ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ قَالَ أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِيمًا الدَّارِيَّ أَنْ يَقُومَا لِلنَّاسِ بِإِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً. (موطا امام مالک: ص98)

ترجمہ: سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھائیں۔

جواب1:

یہاں چند امور قابل غور ہیں۔

امر اول: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کی تراویح کے ناقل یہ راوی ہیں:

نمبر شمار	راوی	تعداد رکعت	ماخذ
1	السائب بن یزید	تفصیل آگے	----
2	یزید بن رومان	23[مع الوتر]	موطا امام مالک
3	عبد العزیز بن رفیع	20	مصنف ابن ابی شیبہ
4	ابی بن کعب	20	مسند احمد بن منیع
5	یحیی بن سعید	20	مصنف ابن ابی شیبہ
6	محمد بن کعب القرظی	20	قیام اللیل للمروزی
7	حسن بصری	20	سنن ابی داؤد

ان میں سے چھ روات تو بیس رکعت تراویح ہی روایت کرتے ہیں، رہے سائب بن یزید تو ان کی روایت کی تفصیل درج ذیل ہے:

سائب بن یزید کے تین شاگرد ہیں:

نمبر شمار	راوی	تعداد رکعت	ماخذ
1	یزید بن خصیفہ	20	السنن الکبریٰ
2	حارث بن عبد الرحمن ابی ذباب	23[مع الوتر]	مصنف عبد الرزاق
3	محمد بن یوسف	تفصیل آگے	---

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ سائب بن یزید کے تین شاگردوں میں سے یزید بن خصیفہ بیس اور حارث بن عبد الرحمن ابی ذباب تیئس [مع الوتر] نقل کرتے ہیں، البتہ محمد بن یوسف نے دو باتوں میں اختلاف کیا ہے۔

1: یزید بن خصیفہ اور حارث بن عبد الرحمن ابی ذباب قاریوں کی تعداد نہیں بتاتے لیکن محمد بن یوسف نے بتائی ہے کہ دو تھے؛ ابی بن کعب اور تمیم داری۔

2: اول الذکر دو راوی تراویح بیس ہی نقل کرتے ہیں لیکن اس نے تراویح کی تعداد گیارہ، تیرہ اور اکیس نقل کی۔

محمد بن یوسف کے شاگردوں کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

نمبر شمار	راوی	تعداد رکعت	ماخذ
1	امام مالک	11	موطا امام مالک
2	یحیی بن سعید القطان	11	مصنف ابن ابی شیبہ
3	عبد العزیز بن محمد الدَّرَاوَرْدِی	11	سعید بن ابی منصور
4	محمد بن اسحاق	13	قیام اللیل للمروزی
5	داؤد بن قیس وغیرہ	21	مصنف عبد الرزاق

اس سے واضح ہوتا ہے کہ محمد بن یوسف کے پانچوں شاگردوں کے بیانات عدد و کیفیت کے لحاظ سے باہم مختلف ہیں کہ:

1: پہلے تین شاگرد گیارہ نقل کرتے ہیں اور محمد بن اسحاق تیرہ، جبکہ پانچواں شاگرد داؤد بن قیس اکیس رکعات نقل کرتا ہے۔

2: امام مالک کی روایت میں گیارہ رکعت پڑھانے کا حکم ہے عمل کا ذکر نہیں، یحیی القطان کی روایت میں حکم کا ذکر نہیں، عبد العزیز بن محمد کی روایت میں گیارہ رکعت تو ہیں لیکن نہ حکم ہے اور نہ ابی بن کعب اور تمیم داری کا ذکر۔ محمد بن اسحاق کی روایت میں تیرہ رکعت کا ذکر ہے لیکن نہ حکم ہے اور نہ ابی و تمیم کا ذکر، اور داؤد بن قیس کی روایت میں حکم تو ہے لیکن گیارہ کی بجائے اکیس کا ذکر ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ محمد بن یوسف کی یہ روایت شدید مضطرب ہے اور اضطراب فی المتن وجہ ضعف ہوتا ہے:

وَالْاِضْطِرَابُ يُوْجِبُ ضُعْفَ الْحَدِيْثِ. (تقریب النووی مع شرحہ التدریب: ص133 النوع التاسع عشر: المضطرب)

ترجمہ: اضطراب روایت کو ضعیف بنادیتا ہے۔

لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب 2:

امام مالک کا اپنا عمل اس کے خلاف ہے کیونکہ وہ بیس کے قائل ہیں۔ علامہ ابن رشد لکھتے ہیں:

وَاخْتَارَ مَالِكٌ فِيْ اَحَدِ قَوْلَيْهِ..... اَلْقِيَامُ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً. (بدایۃ المجتہد: ج1 ص214)

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ نے ایک قول میں بیس رکعت تراویح کو اختیار فرمایا ہے۔

اور اصول حدیث کا قاعدہ ہے:

عَمَلُ الرَّاوِيْ بِخِلَافِ رِوَايَتِهٖ بَعْدَ الرِّوَايَةِ مِمَّا هُوَ خِلَافٌ بِيَقِيْنٍ يَسْقُطُ الْعَمَلُ بِهٖ عِنْدَنَا. (المنار مع شرحہ ص190)

کہ راوی کا اپنی روایت کے خلاف عمل کرنا اس روایت سے عمل کو ساقط کر دیتا ہے۔

لہذا یہ روایت ساقط العمل ہے۔

جواب 3:

اس روایت کے مرکزی راوی سائب بن یزید کا اپنا عمل اس کے خلاف ہے کیونکہ ان سے بسند صحیح مروی ہے:

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنَّا نَقُوْمُ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی: ج2 ص305 کتاب الصلوۃ)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر کے زمانے میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔

فائدہ: چونکہ یہ روایت تمام رواۃ کی مرویات کے خلاف تھی اس لیے علماء نے اس کے بارے میں دو موقف اختیار کیے ہیں۔

(۱) ترجیح (۲) تطبیق

ہر ایک کے متعلق محققین کی آراء پیش کی جاتی ہیں:

ترجیح: اس روایت (گیارہ رکعت) کو راوی کا وہم قرار دے کر مرجوح قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر القرطبی المالکی (ت 463ھ) فرماتے ہیں:

اَنَّ الْاَغْلَبَ عِنْدِیْ اَنَّ قَوْلَہٗ اِحْدٰی عَشَرَۃَ وَھْمٌ (الزرقانی شرح موطا: ج1 ص215)

ترجمہ: میرے نزدیک غالب (راجح) یہی ہے کہ راوی کا قول "اِحْدٰی عَشَرَۃَ" [گیارہ رکعت] وہم ہے۔

تطبیق: بعض حضرات نے یوں تطبیق دی ہے۔ مثلاً:

(1): امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیہقی (ت 458ھ) فرماتے ہیں:

وَيُمْكِنُ الْجَمْعُ بَيْنَ الرِّوَايَتَيْنِ، فَإِنَّهُمْ كَانُوا يَقُومُونَ بِإِحْدَى عَشْرَةَ. ثُمَّ كَانُوا يَقُومُونَ بِعِشْرِينَ وَيُوتِرُونَ بِثَلَاثٍ.

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص496 باب مَا رُوِیَ فِی عَدَدِ رَکَعَاتِ الْقِیَامِ فِی شَھْرِ رَمَضَانَ)

ترجمہ: ان دونوں روایتوں (11 اور 23) میں تطبیق یوں ممکن ہے کہ وہ لوگ پہلے گیارہ رکعت پڑھتے رہے ہوں، پھر بیس رکعت اور تین وتر پڑھتے رہے ہوں۔

(2): حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی (ت 855ھ) فرماتے ہیں:

لَعَلَّ ھٰذَا کَانَ مِنْ فِعْلِ عُمَرَ اَوَّلًا ثُمَّ نَقَلَھُمْ اِلٰی ثَلَاثٍ وَّعِشْرِیْنَ. (عمدۃ القاری: ج8 ص246)

ترجمہ: ممکن ہے یہ (گیارہ رکعت) حضرت عمر کا پہلے کا عمل ہو جو تیئیس رکعات (بیس تراویح اور تین وتر) تک جا پہنچا ہو۔

(3): ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی (ت 1014ھ) فرماتے ہیں:

وَجَمَعَ بَیْنَھُمَا بِاَنَّہٗ وَقَعَ اَوَّلًا (اَیْ اِحْدٰی عَشَرَۃَ رَکْعَۃً فِیْ زَمَانِ عُمَرَ) ثُمَّ اسْتَقَرَّ الْاَمْرُ عَلَی الْعِشْرِیْنَ فَاِنَّہُ الْمُتَوَارِثُ.

(مرقاۃ المفاتیح: ج3 ص345)

ترجمہ: ان دونوں میں تطبیق یوں بھی دی جا سکتی ہے کہ یہ پہلے کا عمل ہو، پھر بیس رکعت پر معاملہ ٹھہر گیا ہو اور یہی عمل امت میں متواتر و متوارث چلا ہے۔

(4): علامہ ظہیر احسن شوق نیموی حنفی (ت 1322ھ) نے امام بیہقی کی تطبیق کو ذکر کر کے اس پر اعتماد کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

وَجَمَعَ الْبَیْھَقِیُّ بَیْنَھُمَا کَانُوْا یَقُوْمُوْنَ بِاِحْدٰی عَشَرَۃَ ثُمَّ قَامُوْا بِعِشْرِیْنَ وَاَوْتَرُوْا بِثَلَاثٍ. وَقَدْ عَدُّوْا مَا وَقَعَ فِیْ زَمَنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کَالْاِجْمَاعِ. (حاشیۃ آثار السنن: ص221)

ترجمہ: امام بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مروی ان دو روایتوں میں تطبیق یوں دی کہ (ممکن ہے) پہلے وہ لوگ گیارہ پڑھتے ہوں، پھر بیس رکعت اور تین وتر پڑھتے رہے ہوں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بیس رکعت پر کاربند رہنے کو یہ حضرات (یعنی فقہاء و محدثین) اجماع کی طرح ہی شمار کرتے ہیں۔

کیا احناف رحمہم اللہ آٹھ رکعات تراویح کے قائل ہیں؟

اکابر علماء احناف رحمہم اللہ کی چند ایک ایسی عبارات جن کو بنیاد بنا کر غیر مقلدین یہ اعتراضات کرتے ہیں کہ خود اکابر علماء احناف رحمہم اللہ آٹھ رکعات تراویح کے قائل تھے۔ جن اکابر علماء احناف کی طرف غیر مقلدین آٹھ رکعات تراویح کے قائل ہونے کا الزام عائد کرتے ہیں، ذیل میں ان کی عبارات کو درج کر کے صحیح مفہوم پیش کیا جاتا ہے۔

(1) امام محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ۔ (مؤطا امام محمد)

(2) علامہ ابو محمد عبد اللہ بن یوسف الزیلعی رحمہ اللہ۔ (نصب الرایہ)

(3) علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ۔ (عمدۃ القاری)

(4) علامہ ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ۔ (فتح القدیر)

(5) علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ۔ (البحر الرائق)

(6) علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ)

(7) شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ (فتح الرحمن)

(8) مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ۔ (الحق الصریح)

(9) مولانا عبد الحئی لکھنوی رحمہ اللہ۔ (التعلیق الممجد شرح موطا امام محمد)

(10) علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ۔ (العرف الشذی)

(11) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ۔ (اوجز المسالک)

اعتراض: 1

امام محمد اپنی کتاب موطا امام محمد میں فرماتے ہیں:

عن أبی سلمۃ بن عبد الرحمن أنه سأل عائشة كيف كانت صلاة رسول الله صلى الله عليه و سلم في رمضان قالت ما كان رسول الله صلى الله عليه و سلم يزيد في رمضان ولا غيره على إحدى عشرة ركعة........قال محمد و بهذا ناخذ كله

(مؤطا امام محمد: ص132، باب قیام شہر رمضان)

ترجمہ: ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے کہ انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کیسی تھی؟ تو بتلایا کہ رمضان اور غیر رمضان میں آپ گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ امام محمد رحمہ اللہ اس حدیث شریف کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ہمارا بھی ان سب حدیثوں پر عمل ہے، ہم ان سب کو لیتے ہیں۔

جواب:

غیر مقلدین کا یہ سمجھنا کہ امام محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ (ت:189ھ) نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کو چونکہ قیام رمضان کے باب میں نقل کیا ہے لہٰذا وہ اس حدیث کو تراویح کے متعلق مانتے ہیں، بالکل غلط ہے۔ اس کی چند وجوہ ہیں:

1: امام محمد رحمہ اللہ نے اپنی اسی کتاب موطا میں باب صلوۃ اللیل (ص109) اور باب قیام شھر رمضان (ص132 ہمارے نسخہ کے مطابق) کے الگ الگ باب قائم کیے ہیں۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے گیارہ رکعات والی دو روایات نقل کی ہیں: ایک روایت باب صلوۃ اللیل (تہجد) میں عروہ بن زبیر سے اور دوسری روایت باب قیام شھر رمضان میں ابو سلمہ سے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گیارہ

رکعات کو رمضان اور غیر رمضان میں تہجد کے لیے ہی مانتے ہیں۔

2: باب قیام شهر رمضان میں پہلی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے لائے ہیں جس میں باجماعت نماز کا ذکر ہے (رکعات کا تذکرہ نہیں) ایک حدیث حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے لائے ہیں جس میں قیام رمضان (تراویح) کی ترغیب دی گئی ہے۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زیر بحث حدیث (جس میں گیارہ رکعت مع وتر کا ذکر ہے) میں نہ جماعت کا ذکر ہے نہ ترغیب کا، بلکہ اکیلی نماز کا بیان ہے۔ معلوم ہوا کہ اس حدیث عائشہ کو رمضان میں تہجد ہی کے لیے لائے ہیں نہ کہ تراویح کے لیے۔

امام محمد رحمہ اللہ نے ثابت یہ کیا ہے کہ جس طرح غیر رمضان میں تہجد کی نماز پڑھی جاتی ہے اسی طرح رمضان میں بھی تہجد کی نماز پڑھی جاتی ہے۔

مذکورہ وضاحت سے ثابت ہوا کہ امام محمد رحمہ اللہ پر آٹھ رکعت تراویح کے قائل ہونے کے الزام کی کوئی حقیقت نہیں۔

اعتراض:2

علامہ زیلعی حنفی نے نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ میں اس حدیث کو نقل کیا ہے کہ:

عند ابن حبان فی صحیحه عن جابر بن عبد الله أنه علیه السلام قام بهم فی رمضان فصلی ثمان رکعات واوتر۔

(نصب الرایہ)

ابن حبان نے اپنی صحیح میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو آٹھ رکعت اور وتر پڑھائے۔

جواب:

ابو محمد عبد اللہ بن یوسف الزیلعی رحمہ اللہ۔(ت 562) کی کتاب "نصب الرایہ" دراصل فقہ حنفی کی معتبر کتاب "الھدایہ" میں موجود احادیث و آثار کی تخریج ہے یعنی ہدایہ میں جو جو احادیث و آثار نقل کیے گئے ہیں وہ کن کن کتابوں میں ہیں اس کی نشاندہی کی ہے۔ نیز کسی موضوع پر اگر مختلف روایات مروی ہیں تو انھیں جمع کر دیا ہے۔

علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ نے تراویح کے مسئلہ پر مختلف روایات نقل کی ہیں۔ زیر بحث روایت [حدیث جابر رضی اللہ عنہ] کے ساتھ ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی وہ روایت بھی نقل کی ہے جس میں وتر کے علاوہ بیس رکعت تراویح کا ثبوت ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً، سِوَى الْوِتْرِ

(نصب الرایہ: ج2ص150، فصل فی شہر قیام رمضان)

اسی طرح علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیس رکعت کے ثبوت پر دو روایات نقل کی ہیں، ایک بیہقی سے جس کے الفاظ یہ ہیں:

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: كُنَّا نَقُومُ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرِ

اس کی سند کے بارے میں امام نووی رحمہ اللہ کا قول "اسنادہ صحیح" نقل کیا۔

دوسری روایت موطا امام مالک سے نقل کی ہے:

عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ، قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رَكْعَةً

(نصب الرایہ: ج2ص151، فصل فی شہر قیام رمضان)

خلاصہ یہ ہے کہ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ کے حدیث جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نقل کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ آٹھ کے قائل

ہیں بلکہ ان کا موقف بطور حنفی ہونے کے وہی ہے جو ان کی کتاب "نصب الرایہ" کے متن "ہدایہ" میں ہے کہ تراویح بیس رکعت ہی ہے۔

علامہ بدرالدین محمود بن احمد العینی رحمہ اللہ (ت855ھ) کا موقف:

ان عددها عشرون رکعة۔

(عمدۃ القاری: ج5 ص458 باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی صلاۃ اللیل)

ترجمہ: بلاشبہ تراویح کی تعداد بیس رکعات ہیں۔

اعتراض:3

علامہ عینی رحمہ اللہ عمدۃ القاری میں لکھتے ہیں:

فإن قلت لم يبين في الروايات المذكورة عدد الصلاة التي صلاها رسول الله في تلك الليالي؟ قلت روى ابن خزيمة وابن حبان من حديث جابر رضي الله تعالى عنه قال صلى بنا رسول الله في رمضان ثمان ركعات ثم أوتر

(عمدۃ القاری: ج5 ص457 باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی صلاۃ اللیل)

اگر تو سوال کرے کہ جو نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (تین) راتوں میں پڑھائی تھی اس میں تعداد کا ذکر نہیں، تو میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ امام ابن خزیمہ اور امام ابن حبان نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رمضان میں وتر کے علاوہ آٹھ رکعتیں پڑھائی تھیں۔

جواب:

دراصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو روایتیں مروی ہیں، ایک آٹھ کی اور دوسری بیس کی۔

علامہ بدرالدین محمود بن احمد العینی رحمہ اللہ (ت855ھ) نے دیانت داری کا مظاہرہ فرمایا کہ آٹھ رکعت والی روایت نقل فرمائی اور بیس والی روایت کی نفی بھی نہیں کی۔ لیکن اپنے عمل کا مدار اس آٹھ رکعت والی روایت پر نہیں رکھا بلکہ حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے عمل کو بنایا ہے جو کہ بیس رکعت ہے:

(1) عن السائب بن يزيد الصحابي قال كانوا يقومون على عهد عمر رضي الله تعالى عنه بعشرين ركعة وعلى عهد عثمان وعلى رضي الله تعالى عنهما مثله

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس رکعت پڑھتے تھے اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے دور میں بھی اتنی رکعت [بیس] پڑھتے تھے۔

(2) عن يزيد بن رومان قال كان الناس في زمن عمر رضي الله تعالى عنه يقومون في رمضان بثلاث وعشرين ركعة

حضرت یزید بن رومان فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں وتر سمیت تیئس رکعات پڑھتے تھے۔

(3) عن علي أنه أمر رجلا أن يصلي بهم في رمضان بعشرين ركعة

(عمدۃ القاری: ج5 ص459 باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی صلاۃ اللیل)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک میں بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔

اس سے ثابت ہوا کہ علامہ عینی رحمہ اللہ کا عمل بیس رکعت والی روایات پر تھا۔ جیسا کہ ہم مزید تصریحات ذیل میں پیش کرتے ہیں:

(۱) عشرون وحكاه الترمذي عن أكثر أهل العلم فإنه روي عن عمر وعلي وغيرهما من الصحابة وهو قول أصحابنا الحنفية

(عمدۃ القاری ج8 ص245، باب فضل من قام رمضان)

بیس رکعت تراویح، امام ترمذی رحمہ اللہ نے اکثر اہل علم کا موقف یہی بیان کیا ہے، اس لیے کہ حضرت عمر، حضرت علی اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور یہی ہمارے حضرات حنفیہ کا قول ہے۔

(۲) ان عددھا عشرون رکعة۔

(عمدۃ القاری: ج5 ص458 باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی صلاۃ اللیل)

بلاشبہ تراویح کی تعداد بیس رکعات ہیں۔

(۳) علامہ عینی رحمہ اللہ نے بیس رکعت والی حدیث نقل کرنے سے پہلے ائمہ احناف، شوافع اور حنابلہ کا عمل ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

واحتج أصحابنا والشافعية والحنابلة بما رواه البيهقي بإسناد صحيح

(عمدۃ القاری ج5 ص459)

ترجمہ: ہمارے حضرات حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ رحمہم اللہ نے اس حدیث کو دلیل بنایا ہے جو امام بیہقی رحمہ اللہ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کی ہے۔

وہ حدیث مبارک یہ ہے:

عن السائب بن يزيد الصحابي قال كانوا يقومون على عهد عمر رضى الله تعالى عنه بعشرين ركعة وعلى عهد عثمان وعلى رضى الله تعالى عنهما مثله

(عمدۃ القاری ج5 ص459، السنن الکبری للبیہقی ج2 ص496)

ترجمہ: صحابی رسول حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم کے دور خلافت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیس رکعات تراویح ادا فرمایا کرتے تھے۔

- علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف بابن الہمام رحمہ اللہ (ت 861ھ) کا بیس رکعات تراویح کے متعلق موقف:

ولا شك في تحقق الأمن من ذلك بوفاته عليه الصلاة والسلام فيكون سنة وكونها عشرين سنة الخلفاء الراشدين

(شرح فتح القدیر ج1 ص486، فصل فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کی وجہ سے تراویح کی فرضیت کا نہ ہونا ظاہر ہے لہذا تراویح سنت ہے اور اس کا بیس رکعات ہونا خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت سے ثابت ہے۔

- علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کا موقف لکھتے ہیں:

ذَكَرَ الْمُحَقِّقُ فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ مَا حَاصِلُهُ أَنَّ الدَّلِيلَ يَقْتَضِي أَنْ تَكُونَ السُّنَّةُ مِنْ الْعِشْرِينَ

(البحر الرائق ج2 ص117، باب الوتر والنوافل)

ترجمہ: فتح القدیر میں محقق امام ابن ہمام رحمہ اللہ نے جو تفصیل بیان کی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دلائل کا تقاضا یہ ہے کہ تراویح کی بیس رکعات ہی سنت ہیں۔

فائدہ:

علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف بابن الہمام رحمہ اللہ (ت 861ھ) نے فقہی مسائل میں حنفی ہونے کے باوجود بعض ایسی منفرد آرا کو اختیار کرنے میں انہوں نے کوئی قباحت محسوس نہیں کی جو عام فقہاء احناف کے رجحان سے الگ ہیں۔ جن کے بارے میں علامہ ابن الہمام حنفی کے شاگرد علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (ت 879ھ) فرماتے ہیں:

لاعبرة بابحاث شيخنا يعني ابن الهمام اذا خالفت المنقول

(حاشیہ ابن عابدین ج1ص510، مطلب نواقض المسح)

ترجمہ: ہمارے شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ کی وہ بحثیں جن میں منقول فی المذہب مسائل کی مخالفت ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

فائدہ: شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ نے تقریباً14 فقہی اور9اُصولی جزئیات مسائل میں تفرد اختیار کیا ہے۔

اعتراض:4

علامہ ابن ہمام حنفیؒ فرماتے ہیں:

فتحصل من هذا كله أن قيام رمضان سنة إحدى عشرة بالوتر

"ان تمام (دلائل) کا خلاصہ یہ ہے کہ رمضان کا قیام وتر سمیت گیارہ رکعات سنت ہے"۔

(شرح فتح القدیر ج1ص485، فصل فی قیام شہر رمضان)

جواب:

معترض نے علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف بابن الہمام رحمہ اللہ (ت 861ھ) کی مکمل عبارت نقل نہیں کی بلکہ ادھوری عبارت نقل کرکے غلط رنگ میں پیش کی ہے۔ حقیقت میں علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ نے اپنی گفتگو میں دو باتیں سمجھائی ہیں، ایک یہ کہ تراویح کی حیثیت فرض یا واجب نہیں بلکہ سنت ہے اور دوسری یہ بات سمجھائی کہ تراویح بیس رکعات مسنون ہے کیوں کہ یہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا عمل ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفاءراشدین کے عمل کو سنت قرار دے کر عمل کا حکم دیا ہے۔

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ نے اپنے مشائخ رحمہم اللہ کا موقف بھی بیس رکعت تراویح کے مسنون ہونے کا نقل کیا ہے:

"وظاهر كلام المشائخ ان السنة عشرون"۔

(شرح فتح القدیر ج1ص485،486، فصل فی قیام شہر رمضان)

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ خود بھی بیس رکعت تراویح کے قائل ہیں اس کا انکار نہیں کرتے، ہاں البتہ وہ ان بیس میں سے آٹھ رکعات کو سنت اور باقی بارہ رکعات کو مستحب کہتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

فتكون العشرون مستحبا وذلك القدر منها هو السنة۔

(شرح فتح القدیر ج1ص486، فصل فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: بیس رکعت تراویح مستحب ہے اور اتنی مقدار (8رکعت) اس میں سے سنت ہے۔

گویا ان کے نزدیک تعداد رکعت بیس ہی ہے، البتہ یہ حیثیت میں فرق کرتے ہیں۔ موجودہ غیر مقلدین تو بیس کا انکار کرتے ہیں، پھر ان کے لیے یہ حوالہ سودمند کہاں ہے؟

لیکن ان کی یہ تقسیم بھی جمہور اھل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک قابل قبول نہیں۔ وضاحت درج ذیل ہے:

(۱) علامہ مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے تصریح کی ہے کہ یہ علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کا تفرد ہے اور امت مسلمہ میں ان کے علاوہ کوئی بھی جلیل القدر ہستی اس قول کی قائل نہیں ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

وقال ابن همام: إن ثمانية ركعات سنة مؤكدة وثنتي عشر ركعة مستحبة. وما قال بهذا أحد

(العرف الشذي شرح سنن الترمذي: ج1ص166، باب ماجاء في قيام شهر رمضان)

ترجمہ: علامہ ابن الھمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بیس رکعت تراویح میں سے آٹھ رکعت سنت موکدہ اور بارہ رکعات مستحب ہیں، لیکن اس قول کا

کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

(۲) اوراسی طرح علامہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ نے بھی حاشیہ ہدایہ میں علامہ ابن الہام رحمہ اللہ کے مذکورہ موقف کی تردید فرمائی ہے۔

(حاشیہ علی الہدایہ:ج1ص157)

(۳) امام ابن ہمام رحمہ اللہ کے شاگرد علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (ت 879ھ) فرماتے ہیں:

لاعبرة بابحاث شیخنا یعنی ابن الهمام اذا خالفت المنقول

(حاشیہ ابن عابدین ج1ص510، مطلب نواقض المسح)

ترجمہ: ہمارے شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ کی وہ بحثیں جن میں منقول فی المذہب مسائل کی مخالفت ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

یادرہے کہ مسائل کی بنیاد تفردات پر نہیں بلکہ مفتی بہ اقوال پر ہوتی ہے، ایسے تفردات غیر معتبر اور ناقابل عمل سمجھے جاتے ہیں، خود غیر مقلدین علماء کو بھی اس کا اقرار ہے۔

1: غیر مقلد عالم مولانا ارشادالحق اثری صاحب لکھتے ہیں:

انھیں [ابن الہام] فقہ حنفی میں اجتہادی مقام حاصل تھا۔۔۔کئی مسائل میں انھوں نے اپنے ہم فکر علماء سے اختلاف کیاہے، لیکن ان کے اختلاف کو خود علمائے احناف نے بنظر استحسان نہیں دیکھا۔ چنانچہ انھی کے شاگرد قاسم قطلوبغا اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں:

"لایعمل بابحاث شیخه ابن الهمام المخالفة للمذهب"

کہ شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ کے وہ مباحث جو مذہب کے مخالف ہیں ان پر عمل نہ کیا جائے۔۔۔لہذا حنفی مذہب کے خلاف ان کا جو بھی قول ہوگا وہ مقبول نہیں ہوگا، چہ جائیکہ اسے حنفی مذہب ہی باور کرلیا جائے۔

(توضیح الکلام ص880، ادارۃ العلوم الاثریہ)

2: مولانا محمد گوندلوی صاحب ایک مسئلہ کے ذیل میں لکھتے ہیں: علامہ ابن الھمام حنفی باوجود "فقیہ" ہونے کے اس سواد اعظم سے شذوذ فرماتے ہیں۔

(التحقیق الراسخ ص22)

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کے نزدیک بھی تراویح کی رکعات بیس ہی ہیں۔ آپ نے خود تصریح فرمائی ہے۔

ثم استقر الامر علی العشرین فانه المتوارث۔

(شرح فتح القدیر ج1ص485، فصل فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: بیس رکعات تراویح پر عمل پختہ ہوگیا اور یہی امت میں چلا آرہا ہے۔

خلاصہ کلام: معترضین کا یہ کہنا کہ امام ابن ہمام رحمہ اللہ آٹھ رکعات تراویح کے قائل ہیں بیس کے قائل نہیں اس بات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

علامہ زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف ابن نجیم رحمہ اللہ (ت 970ھ) کا موقف:

قوله ﴿**عشرون رکعة**﴾ بَيَانٌ لِكَمِّيَّتِهَا وهو قَوْلُ الْجُمْهُورِ لِمَا في الموطأ عن يَزِيدَ بن رُومَانَ قال كان الناس يَقُومُونَ في زَمَنِ عُمَرَ بن الْخَطَّابِ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رَكْعَةً وَعَلَيْهِ عَمَلُ النَّاسِ شَرْقًا وَغَرْبًا

(البحر الرائق: ج2ص117، باب الوتر والنوافل)

ترجمہ: یہ نماز تراویح کے عدد کا بیان ہے کہ وہ بیس رکعات ہے اور یہی جمہور کا قول ہے اس لیے کہ مؤطا امام مالک رحمہ اللہ میں یزید بن رومان رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ 23رکعات پڑھتے تھے (بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر) مشرق اور مغرب میں لوگوں کا اسی پر عمل ہے۔

اعتراض:5

علامہ ابن نجیم حنفی نے لکھا ہے:

وقد ثَبَتَ أَنَّ ذٰلك كان إِحۡدَى عَشۡرَةَ رَكۡعَةً بِالۡوِتۡرِ

(البحر الرائق:ج2ص117،اباب الوتر والنوافل)

ترجمہ: اور ثابت ہوا کہ تراویح وتر سمیت گیارہ رکعات ہیں۔

جواب:

مذکورہ اعتراض میں ذکر کردہ عبارت کے حوالہ دو باتوں کی وضاحت ضروری ہے:

(1) یہ عبارت علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ (ت 970ھ) کی نہیں ہے بلکہ ابن نجیم رحمہ اللہ نے یہ عبارت علامہ ابن الہمام حنفی رحمہ اللہ کی کتاب شرح فتح القدیر سے نقل کی ہے۔ معترض نے ان کی طرف غلط منسوب کی ہے۔اور علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ نے بیس رکعات تراویح ہی کی بات کی ہے،البتہ ان بیس رکعات کی حیثیت پر انفرادی رائے کا اظہار کیا ہے۔ ذیل میں ہم مکمل عبارت نقل کرتے ہیں جس سے بات بالکل واضح ہو جاتی ہے۔

علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَكِنۡ ذَكَرَ الۡمُحَقِّقُ فِى فَتۡحِ الۡقَدِيرِ ما حَاصِلُهُ أَنَّ الدَّلِيلَ يَقۡتَضِي أَنۡ تَكُونَ السُّنَّةُ من الۡعِشۡرِينَ ما فَعَلَهُ منها ثُمَّ تَرَكَهُ خَشۡيَةَ أَنۡ تُكۡتَبَ عَلَيۡنَا وَالۡبَاقِي مُسۡتَحَبٌّ وقد ثَبَتَ أَنَّ ذلك كان إِحۡدَى عَشۡرَةَ رَكۡعَةً بِالۡوِتۡرِ كما ثَبَتَ فى الصَّحِيحَيۡنِ من حديث عَائِشَةَ فَإِذَنۡ يَكُونُ الۡمَسۡنُونُ على أُصُولِ مَشَايِخِنَا ثَمَانِيَةٌ منها وَالۡمُسۡتَحَبُّ اثۡنَا عَشَرَ

(البحر الرائق:ج2ص117،اباب الوتر والنوافل)

فتح القدیر میں محقق امام ابن ہمام رحمہ اللہ نے جو تفصیل بیان کی اس کا خلاصہ کہ دلائل کا تقاضا یہ ہے کہ تراویح کی بیس رکعات ہی سنت ہیں۔

اور علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ کا تراویح کے حوالہ سے بالکل واضح موقف ہے:

ثم استقر الامر على العشرين فانه المتوارث۔

(شرح فتح القدیر ج1ص485، فصل فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: بیس رکعات تراویح پر عمل پختہ ہو گیا اور یہی امت میں چلا آرہا ہے۔

(2) علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ نے علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کی عبارت نقل کرنے سے پہلے اپنا موقف بیس رکعات تراویح کا ہی لکھا ہے:

قولہ ﴿**عشرون رکعۃ**﴾بَيَانٌ لِكَمِّيَّتِهَا وهو قَوْلُ الْجُمْهُورِ لِمَا في الموطأ عن يَزِيدَ بن رُومَانَ قال كان الناس يَقُومُونَ في زَمَنِ عُمَرَ بن الْخَطَّابِ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رَكْعَةً وَعَلَيْهِ عَمَلُ النَّاسِ شَرْقًا وَغَرْبًا

(البحر الرائق: ج2ص117، باب الوتر والنوافل)

﴿**عشرون رکعۃ**﴾ یہ نماز تراویح کے عدد کا بیان ہے کہ وہ بیس رکعات ہے اور یہی جمہور کا قول ہے اس لیے کہ مؤطا امام مالک رحمہ اللہ میں یزید بن رومان رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ 23رکعات پڑھتے تھے (بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر) مشرق اور مغرب میں لوگوں کا اسی پر عمل ہے۔

الشیخ علی بن سلطان محمد القاری رحمہ اللہ (ت 1014ھ) رحمہ اللہ کا موقف:

اجمع الصحابة على ان التراويح عشرون ركعة

(مرقاۃ المفاتیح: ج3ص346، باب قیام شہر رمضان)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بات پر اجماع ہے کہ تراویح کی رکعات بیس ہیں۔

اعتراض:6

علامہ ملا علی قاری حنفی اپنی کتاب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں:

"فتحصل من هذا كله أن قيام رمضان سنة إحدى عشرة بالوتر"

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قیام رمضان وتر سمیت گیارہ رکعات سنت ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ: ج2ص175)

جواب:

پہلی بات: معترض نے مذکورہ عبارت کو الشیخ علی بن سلطان محمد القاری رحمہ اللہ (ت 1014ھ) کی طرف منسوب کرکے ان کا مذہب قرار دیا ہے جو کہ محض الزام ہے، یہ عبارت بھی اصل میں علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ ہی کی ہے، جیسا کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے خود تصریح فرمائی ہے:

وقال ابن الهمام قدمنا في باب النوافل.... فتحصل من هذا كله أن قيام رمضان سنة إحدى عشرة بالوتر

(مرقاۃ ج3ص345، باب قیام شہر رمضان)

نوٹ: علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کی عبارت کی وضاحت ہم گزشتہ صفحات میں تفصیل سے کر چکے ہیں۔

دوسری بات: ملا علی قاری رحمہ اللہ کا اپنا موقف بیس رکعات تراویح کا تھا۔ چند تصریحات درج ذیل ہیں:

(1) والذی صح أنهم كانوا يقومون على عهد عمر بعشرين ركعة

(مرقاۃ شرح مشکوۃ: ج3ص342، باب قیام شہر رمضان)

ترجمہ: صحیح سند سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس رکعت پڑھتے تھے۔

(2) أجمع الصحابة على أن التراويح عشرون ركعة

(مرقاۃ شرح مشکوۃ: ج3ص346، باب قیام شہر رمضان)

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے کہ تراویح بیس رکعت ہے۔

(3) فصار اجماعا لما روی البیھقی باسناد صحیح انھم کانوا یقیمون علی عھد عمر بعشرین رکعة وعلی عھد عثمان و علی رضی اللہ عنھم

(شرح النقایہ ج1 ص342، کتاب الصلوۃ)

ترجمہ: پس اجماع ہو گیا، کیوں کہ بیہقی میں سند صحیح کے ساتھ مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے زمانہ خلافت میں بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے۔

(4) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں بیس رکعت تراویح کی دلیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

و کانہ مبنی علی ما رواہ ابن ابی شیبة فی مصنفه و الطبرانی من حدیث ابن عباس انه علیه الصلاۃ والسلام کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة سوی الوتر۔

(شرح النقایہ ج1 ص341، کتاب الصلوۃ)

ترجمہ: گویا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پر مبنی ہے جسے امام ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں اور امام طبرانی نے روایت کیا ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام رمضان میں وتر کے علاوہ بیس رکعت پڑھتے تھے۔

ان واضح تصریحات کی موجودگی میں ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالی کی جانب آٹھ رکعت کا قول منسوب کرنا تعجب انگیز ہے۔

شیخ عبد الحق محدث بن سیف الدین الدھلوی رحمہ اللہ (ت 1052ھ) کا موقف:

فالظاھر انه قد ثبت عندھم صلوۃ النبی صلی اللہ علیه و سلم عشرین رکعة کما جاء فی حدیث ابن عباس فاختارہ عمر۔

(فتح الرحمن فی اثبات مذھب النعمان ج3 ص48)

ترجمہ: یہ بات ظاہر ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بیس رکعت ثابت ہے جیسا کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنایا ہے۔

اعتراض:7

شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ فتح الرحمن فی اثبات مذھب النعمان میں لکھتے ہیں:

و لم یثبت روایة عشرین منه صلی اللہ علیه و سلم کما ھو المتعارف الا ان فی روایت ابن ابی شیبة وھو ضعیف و قد عارضه حدیث عائشة و ھو حدیث صحیح۔

جو حدیث بیس تراویح کی معروف و مشہور ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور جو ابن ابی شیبہ میں بیس کی روایت ہے وہ ضعیف ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحیح حدیث کے بھی مخالف ہے (جس میں وترسمیت گیارہ رکعت ثابت ہیں)

جواب:

اگر معترض شیخ عبد الحق محدث بن سیف الدین الدھلوی رحمہ اللہ (ت 1052ھ) کی پوری عبارت نقل کر دیتا تو یہ شبہ ہی نہ ہوتا۔ عبارت ادھوری اور سیاق وسباق سے الگ کر کے نقل کی گئی ہے جس سے یہ وہم ہو رہا ہے کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ بیس رکعت کو ثابت نہیں مانتے اور یہ کہ ابن ابی شیبہ کی روایت ان کے ہاں ضعیف ہے۔

عام طور پر یہ جو کہا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت (جو دراصل تہجد کے متعلق ہے) ثابت ہے اور حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہ کی روایت جو بیس رکعت تراویح کے متعلق ہے ثابت نہیں بلکہ ضعیف ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے بھی مخالف ہے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے یہ اعتراض نقل کیا، بعد میں اس کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل نقل کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس رکعت ثابت تھیں اس لیے انھوں نے بیس رکعت پر عمل کیا، جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں مروی ہے۔

لیجئے! ہم حضرت شیخ رحمہ اللہ کی اصل عبارت نقل کر دیتے ہیں جس سے واضح ہو گا کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ آٹھ رکعات تراویح کے قائل نہیں تھے اور نہ ہی آپ نے بیس رکعات تراویح والی روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ بلکہ آپ رحمہ اللہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ولم یثبت روایة عشرین رکعة منه صلی الله علیه و سلم کما هو المتعارف الا ان فی روایت ابن ابی شیبة من حدیث ابن عباس کان رسول الله صلی الله علیه و سلم یصلی فی رمضان عشرین رکعة و الوتر و قالوا اسنادہ ضعیف و قد عارضه حدیث عائشة رضی الله عنها الخ

(فتح الرحمن فی اثبات مذہب النعمان ج3ص47)

ترجمہ: بیس رکعت کی روایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں جیسا کہ بات مشہور ہے لیکن ابن ابی شیبہ کی روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے، اور وہ کہتے ہیں کہ اس کی سند ضعیف ہے اور حدیث عائشہ کے معارض ہے۔

یہ اعتراض نقل کرنے کے بعد آگے جا کر لکھتے ہیں:

فالظاهر انه قد ثبت عندهم صلوة النبی صلی الله علیه و سلم عشرین رکعة کما جاء فی حدیث ابن عباس فاختاره عمر۔

(فتح الرحمن فی اثبات مذہب النعمان ج3ص48)

ترجمہ: پس یہ بات ظاہر ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بیس رکعت ثابت ہے جیسا کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنایا ہے۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ کی اصل عبارت اور معترض کی نقل کردہ عبارت میں کئی اعتبار سے فرق ہے:

1: اصل ترجمہ کا حاصل یہ تھا کہ بیس رکعت کی روایت کو جو غیر ثابت کہا جارہا ہے یہ بات مشہور ہو گئی ہے۔

اور معترض کے ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ کہہ رہے ہیں "کہ بیس رکعت کی جو مشہور حدیث ہے وہ ثابت نہیں"۔ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

2: "اسنادہ ضعیف" (اس روایت کی سند ضعیف ہے) حضرت شیخ رحمہ اللہ کا اپنا کلام نہیں ہے بلکہ یہ تو دوسروں کا کلام ہے جو حضرت شیخ رحمہ اللہ لفظ "و قالوا" کے ساتھ نقل کر رہے ہیں کہ یہ بات اوروں نے کہی ہے لیکن غیر مقلدین نے لفظ "و قالوا" اڑا کر کلام کو حضرت شیخ رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر دیا۔

3: حضرت شیخ رحمہ اللہ نے "الا ان فی روایت ابن ابی شیبة من حدیث ابن عباس کان رسول الله صلی الله علیه و سلم یصلی فی رمضان عشرین رکعة و الوتر" سے اس اعتراض (کہ بیس رکعت ثابت نہیں) کا رد فرما دیا ہے۔ لیکن معترض پوری عبارت نقل کرنے

کے بجائے شروع کے دو جملے ذکر کر کے اس کو ضعیف کے ساتھ جوڑ دیا۔

4: حضرت شیخ رحمہ اللہ نے آگے چل کر اس پچھلے اعتراض (غیر ثابت والا) کا جواب "انه قد ثبت عندهم صلوة النبی صلی الله علیه و سلم عشرین رکعة " (کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بیس رکعت ثابت ہے) سے دے دیا ہے لیکن غیر مقلدین کی "دیانت" نے اسے ذکر کرنا گوارا نہ کیا۔

شیخ عبد الحق محدث اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں کہ " صحیح یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جو گیارہ رکعت پڑھی وہ آپ کی تہجد تھی (یعنی تین وتر، آٹھ رکعت تہجد)، اور ابن ابی شیبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت لائے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بیس رکعت (تراویح) پڑھی۔

(اشعۃ اللمعات، باب قیام شہر رمضان، صفحہ 249)

بانی دار العلوم دیوبند حجۃ الاسلام، قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (ت 1297ھ) کا تروایح کے متعلق موقف:

" باقی رہی تراویح، اس میں جو آج کل کے ملانوں نے تخفیف نکال دی ہے یعنی بیس کی آٹھ کر دی ہیں۔ تو ہر ایک کو بوجہ آسانی یہ بات پسند آتی ہے، پر یہ بات کوئی نہیں سمجھتا کہ آٹھ رکعتیں جو حدیث میں آئی ہیں تو وہ تہجد کی رکعتیں ہیں، تہجد اور چیز ہے اور تراویح اور چیز، تراویح کی بیس ہی رکعتیں ہیں۔

(تصفیۃ العقائد: ص 4، 5۔ مجموعہ مقالات: ج 2: ص 364)

اعتراض: 8

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی حنفی بھی آٹھ رکعت تراویح کے قائل ہیں۔ (الحق الصریح)

جواب:

بانی دار العلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (ت 1297ھ) پر آٹھ رکعت تراویح کے قائل ہونے کی نسبت کرنا بے بنیاد الزام ہے۔ کیوں کہ حضرت نے "الحق الصریح فی اثبات التراویح" لکھی ہی بیس رکعات تراویح کے ثبوت پر ہے۔

اب ہم حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی اصل عبارت نقل کر دیتے ہیں جو اس الزام کی "حقیقت" کو واضح کرنے کے لیے کافی ووافی ہے۔

حضرت رحمہ اللہ اپنی کتاب "الحق الصریح فی اثبات التراویح" کے آخر میں بطور خلاصہ فرماتے ہیں:

"الحاصل ثبوت بست رکعت باجماع صحابہ رضی اللہ عنہم درآخر زمان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثابت شد پس سنت باشد وکسیکہ از سنت آں انکار دارد خطا است"

(الحق الصریح فی اثبات التراویح: ص 14، میر محمد کتب خانہ کراچی)

خلاصہ یہ ہے کہ بیس رکعت (تراویح) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آخری زمانہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع سے ثابت ہے، اس لیے وہ سنت ہے، لہذا جو شخص بھی اس سنت کا انکار کرے گا غلطی پر ہو گا۔

مزید حضرت اپنی کتاب "تصفیۃ العقائد" میں رقم فرماتے ہیں:

" باقی رہی تراویح، اس میں جو آج کل کے ملانوں نے تخفیف نکال دی ہے یعنی بیس کی آٹھ کر دی ہیں۔ تو ہر ایک کو بوجہ آسانی یہ بات پسند آتی ہے، پر یہ بات کوئی نہیں سمجھتا کہ آٹھ رکعتیں جو حدیث میں آئی ہیں تو وہ تہجد کی رکعتیں ہیں، تہجد اور چیز ہے اور تراویح اور چیز، تراویح کی بیس ہی رکعتیں ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہزارہا صحابہ تھے اس زمانے سے لیکر آج تک کسی نے بیس رکعت میں کچھ حجت نہ کی تھی مگر آج کل ایسے اَن پڑھ اُمّی عالم پیدا ہوئے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور صحابہ کی بھی غلطی نکالی (سبحان اللہ) "یہ منہ اور

مسور کی دال "باقی یہ کہنا کہ عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے بیس رکعتیں نہیں پڑھتے تھے یہ خیال خام ہے۔

آگے فرماتے ہیں: بیس رکعت کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے زمانے کے صحابہ کی ایجاد نہ سمجھئے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی سمجھئے ورنہ اس کے یہ معنی ہوئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سنی نہ تھے ان کے زمانہ کے صحابہ سنی نہ تھے سب کے سب (نعوذ باللہ) بدعتی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو مٹادیا اپنی سنت جاری کردی۔

(تصفیۃ العقائد: ص4،5۔ مجموعہ مقالات: ج2: ص364،365)

الامام المحدث الفقیہ الشیخ محمد عبد الحئ لکھنوی رحمہ اللہ (ت1304ھ) کا تراویح کے متعلق موقف:

(1) ان مجموع عشرین رکعۃ فی التراویح سنۃ مو کدۃ

(تحفۃ الاخیار67، مجموعہ رسائل:307)

ترجمہ: تراویح بیس رکعت سنت مؤکدہ ہے۔

(2) ان نفس قیام رمضان سنۃ مؤ کدۃ، وان سنیتہ فی جمیع لیالی رمضان ،وان اقامتہ بالجماعۃ ایضاً سنۃ مؤ کدۃ، وان کونہ عشرین رکعۃ ایضاً سنۃ مؤ کدۃ

(تحفۃ الاخیار74، مجموعہ رسائل:314)

ترجمہ: تراویح کی نماز سنت مؤکدہ ہے ،رمضان کی تمام راتوں میں تراویح سنت ہے ،باجماعت تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ ہے ،بیس رکعت تراویح پڑھنا بھی سنت مؤکدہ ہے۔

اعتراض:9

علامہ عبد الحئ لکھنوی حنفی نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے حوالہ سے آٹھ رکعت تراویح ہی کو سنت قرار دیا ہے۔

(تحفۃ الاخیار:28)

جواب:

معترض کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ مولانا عبد الحئ لکھنوی رحمہ اللہ (ت1304ھ) نے تحفۃ الاخیار میں "خاتمہ" کا عنوان قائم کیا ہے جس کی ابتداء اور انتہاء دونوں میں بیس رکعت تراویح کو نہ صرف سنت بلکہ سنت مؤکدہ قرار دیا ہے۔(تحفۃ الاخیار40، مجموعہ رسائل:280)

فائدہ:

ایک بات یاد رکھیں کہ بعض مرتبہ ایک محدث کسی حدیث کو سند کے اعتبار سے صحیح کہہ دیتا ہے لیکن عمل اس پر نہیں کرتا بلکہ سند کے اعتبار سے جو اس سے کم درجہ کی ہو اس پر کرتا ہے۔ جیسے صحیح بخاری میں ران کے ستر ہونے کے مسئلہ میں امام بخاری رحمہ اللہ (ت257ھ) حدیث لائے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَرْهَدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَخِذُ عَوْرَةٌ وَقَالَ أَنَسٌ حَسَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَخِذِهِ

(صحیح بخاری ج1 ص53، باب مایذکر فی الفخذ

امام بخاری رحمہ اللہ نے آگے فیصلہ فرمایا:

"وَحَدِيثُ أَنَسٍ أَسْنَدُ وَحَدِيثُ جَرْهَدٍ أَحْوَطُ حَتَّى يُخْرَجَ مِنَ اخْتِلَافِهِمْ"

(صحیح بخاری ج1 ص53، باب مایذکر فی الفخذ

ترجمہ: حضرت انس (رضی اللہ عنہ) کی حدیث سند کے اعتبار سے زیادہ صحیح ہے لیکن حضرت جرھد (رضی اللہ عنہ) کی حدیث (جس میں ران کے ستر ہونے کا ذکر ہے) میں احتیاط زیادہ ہے، (اس لیے اس پر عمل کریں گے) تاکہ اختلاف سے بچ جائیں۔

مولانا عبدالحئ لکھنوی رحمہ اللہ نے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کو صحیح کہا لیکن عمل حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ پر کیا (جو بیس رکعت کے متعلق ہے) گویا امام بخاری رحمہ اللہ کے طرز کے مطابق احتیاط کا پہلو اختیار فرمایا ہے کہ بیس میں آٹھ تو ادا ہو جائیں گی لیکن آٹھ میں بیس کی ادائیگی ناممکن ہے۔

علامہ عبدالحئ لکھنوی رحمہ اللہ کا اپنا موقف اور عمل بیس رکعت تراویح کا ہے۔ تصریحات پیش خدمت ہیں:

(1) ثبت اهتمام الصحابة على عشرين فى عهد عمر و عثمان و على فمن بعدهم اخرجه مالك و ابن سعد البيهقى و غير هم و ما واظب عليه الخلفاء فعلا او تشريفا ايضا سنة لحديث عليكم بسنتى و سنت الخلفاء الراشدين اخرجه ابو داود و غيره

(عمدۃ الرعایۃ ج1 ص175)

ترجمہ: حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے عہد مبارک میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اور ان کے بعد تابعین عظام رحمہم اللہ کا بیس رکعت پر اہتمام ثابت ہے، اسے امام مالک، ابن سعد اور بیہقی وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ اور جس پر خلفاء راشدین نے فعلاً یا قولاً مواظبت کی ہو وہ بھی سنت ہے کیوں کہ ابو داؤد وغیرہ کی حدیث میں ہے کہ تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا لازم ہے۔

(2) ان مجموع عشرين ركعة فى التراويح سنة مو كدة

(تحفۃ الاخیار 67، مجموعہ رسائل:307)

ترجمہ: تراویح بیس رکعت سنت مؤکدہ ہے۔

(3) فمن اكتفى على ثمان ركعات يكون مسيئا

(تحفۃ الاخیار 68، مجموعہ رسائل:308)

ترجمہ: جو شخص آٹھ رکعت پر اکتفا کرے وہ برا کام کرنے والا ہے۔

(4) عشرون ركعة ياثم تاركها۔

(تحفۃ الاخیار 68، مجموعہ رسائل:308)

ترجمہ: بیس رکعت کا تارک گنہگار ہو گا۔

(5) فمودى ثمان ركعات يكون تاركا للسنة المؤ كدة ۔

(حاشیہ ہدایہ ج1 ص157 مکتبہ رحمانیہ)

یعنی صرف آٹھ رکعات تراویح ادا کرنے والا سنت مؤکدہ کا تارک (گناہ گار) ہے۔

(6) علامہ عبدالحئ لکھنوی رحمہ اللہ تحفۃ الاخیار میں تراویح کے عنوان پر طویل بحث فرمانے کے بعد بطور خلاصہ فرماتے ہیں کہ ہمارا ٹھوس موقف یہ ہے کہ:

ان نفس قيام رمضان سنة مؤ كدة، وان سنيته فى جميع ليالى رمضان، وان اقامته بالجماعة ايضاً سنة مؤ كدة، وان كونه عشرين ركعة ايضاً سنة مؤ كدة

(تحفۃ الاخیار 74، مجموعہ رسائل:314)

- تراویح کی نماز سنت مؤکدہ ہے۔

- رمضان کی تمام راتوں میں تراویح سنت ہے۔
- باجماعت تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔
- بیس رکعت تراویح پڑھنا بھی سنت مؤکدہ ہے۔

مذکورہ تصریحات کے باوجود علامہ عبدالحئی لکھنوی رحمہ اللہ کی طرف آٹھ رکعت کے قائل ہونے کی طرف نسبت کرنا سراسر الزام ہے۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری صاحب رحمہ اللہ (ت 1352ھ) کا موقف:

واستقر الامر علی العشرین

(فیض الباری: ج3 ص181)

تراویح والا عمل بیس رکعات پر پختہ ہو گیا۔

اعتراض:10

علامہ انور شاہ کشمیری حنفی آٹھ رکعات تراویح کو سنت قرار دیتے ہیں اور بیس رکعات والی روایت کا رد کرتے ہیں:

ولا مناص من تسلیم ان تراویحہ علیہ السلام کانت ثمانیۃ رکعات۔

(العرف الشذی: ج1 ص166، مکتبہ المیزان)

آپ فرماتے ہیں یہ بات تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعات تراویح پڑھی ہے۔

جواب:

معترض نے حضرت علامہ انور شاہ کشمیری صاحب رحمہ اللہ (ت 1352ھ) کی طرف غلط بات منسوب کی ہے، حقیقت میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے بیس رکعات والی روایت کی تردید نہیں فرمائی بلکہ اس کی سند پر دیانت دارانہ رائے پیش کی ہے، اگر آپ بیس رکعات والی حدیث کی تردید فرماتے اور قابل عمل نہ سمجھتے تو خود اس پر عمل پیرا ہوتے حالانکہ ایسی کوئی بھی دلیل نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ آپ بیس کے بجائے آٹھ رکعات تراویح پڑھتے تھے۔

ہم معترض کی یاد دہانی کے لیے عرض کرتے ہیں کہ گزشتہ اعتراض کے جواب میں درج کر چکے ہیں کہ کبھی محدث کسی حدیث کی تصحیح کرنے کے باوجود اس پر عمل نہیں کرتا بلکہ اس سے کم درجہ والی عمل کرتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب بھی اس اصول پر عمل پیرا ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے خود نہایت واضح طور پر جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اھل السنۃ والجماعۃ کے چاروں ائمہ (امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل) کے بارے میں صراحت فرمائی ہے کہ ان میں سے کوئی بھی بیس رکعات سے کم کا قائل نہ تھا:

لم یقل احد من الائمۃ الاربعۃ باقل من عشرین رکعۃ فی التراویح والیہ جمھور الصحابۃ رضی اللہ عنھم

(العرف الشذی ج1 ص166)

اور مزید فتاویٰ تاتارخانیہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

ففی التاتارخانیۃ سئل ابو یوسف ابا حنیفۃ رحمہ اللہ ان اعلان عمر بعشرین رکعۃً ھل کان لہ عھد منہ علیہ السلام قال ابو حنیفۃ رحمہ اللہ ما کان عمر مبتدعا ای لعلہ یکون لہ عھد فدل علی ان عشرین رکعۃً لا بد لہ من ان یکون لھا اصل منہ علیہ

السلام وان لم یبلغنا بالاسناد القوی

(العرف الشذی: ج1ص166، مکتبہ المیزان)

مفہوم یہ ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے امام اعظم ابو حنیفہ سے سوال کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس رکعات تراویح کا قیام فرمایا تھا اس کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اصل ہے؟ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ (معاذاللہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ بدعتی نہیں تھے، بیس رکعت کے ثبوت پر ان کے پاس کوئی اصل نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے موجود ہوگی اگرچہ وہ ہم تک قوی سند کے ساتھ نہیں پہنچی۔

جو لوگ علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی طرف یہ بات منسوب کرتے ہیں کہ آپ بیس رکعات تراویح کے قائل نہ تھے ان کی بات صراحتاً باطل ہے کیوں کہ آپ رحمہ اللہ نے تو آٹھ رکعات پڑھنے والوں کو سواد اعظم (اہل السنت والجماعت) سے خارج قرار دیا ہے، اور فرمایا ہے کہ جو بندہ سواد اعظم کی طرف بدعت منسوب کرے اسے اپنا انجام سوچ لینا چاہیے۔

واما من اکتفیٰ بالرکعات الثمانیہ وشذ عن السواد الاعظم و جعل یر میھم بالبدعۃفلیر عاقبۃ۔

(فیض الباری شرح صحیح بخاری ج3ص181)

پھر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ آپ خود آٹھ رکعت پڑھ کر اپنے آپ کو سواد اعظم سے خارج کرتے۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ تراویح والا عمل بیس رکعات پر پختہ ہو گیا۔

واستقر الامر علی العشرین

(فیض الباری: ج3ص181)

مذکورہ تصریحات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ خاتم المحدثین علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ بیس رکعات تراویح کے قائل تھے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ (ت1402ھ) کا بیس رکعات تراویح کے متعلق موقف:

"وقد ثبت تحدید العشرین بآثار الصحابۃ الکثیرۃ"

(اوجز المسالک: ج2ص391، دار الکتب العلمیہ)

اور کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار سے بیس (رکعات تراویح) کی تعداد کا ثبوت یقینی ہے۔

اعتراض: 11

لاشك في أنّ تحدید التراویح في عشرین رکعۃ لم یثبت مرفوعا عن النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم بطریق صحیح علی أصول المحدثین وماورد فیہ من روایۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما متکلّم فیہا علی أصولھم

(اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک: ج1ص390)

مولانا زکریا کاندھلوی (فضائل اعمال کے مصنف) نے لکھا ہے: محدثین کے اصول کے مطابق بیس رکعات تراویح کی تعداد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔

(بحوالہ صحیح نماز نبوی: ص349)

جواب:

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ (ت 1402ھ) کی عبارت کا جو مطلب بیان کیا ہے "بیس رکعات تراویح کی تعداد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں" یہ سراسر غلط اور الزامِ محض ہے۔ موصوف نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ بیس رکعات تراویح کا ثبوت کسی بھی حدیث سے بالکل نہیں مانتے، حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔

ہم ذیل میں حضرت شیخ الحدیث کی مکمل عبارت نقل کر کے اس کا صحیح مطلب و مفہوم بیان کرتے ہیں جس سے بالکل واضح ہو جائے گا کہ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ بیس رکعات تراویح ہی کے قائل ہیں:

- لاشك فی أنّ تحدید التراویح فی عشرین رکعة لم یثبت مرفوعا عن النبیّ صلی الله علیه وسلم بطریق صحیح علی أصول المحدثین وماورد فیه من روایة ابن عباس رضی الله عنهما متکلّم فیها علی أصولهم

حضرت رحمہ اللہ نے تراویح کے بارے میں مروی حدیث کی سند پر دیانت دارانہ رائے پیش کی ہے کہ محدثین کے اصول کے مطابق بیس رکعات والی حدیث (ابن عباس) بطریق مرفوع ثابت نہیں۔

معترض نے مذکورہ عبارت کا ترجمہ یوں کیا ہے "محدثین کے اصول کے مطابق بیس رکعات تراویح کی تعداد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں"۔

حالانکہ حضرت شیخ کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ بیس رکعات اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے **مرفوعاً** ثابت نہیں۔ تو دونوں میں واضح فرق ہے۔

- لکن مع هذا لا یمکن الانکار عن ثبوته بفعل عمر وسکوت الصحابة علی ذلك واجماعهم علی قبوله بمنزلة النص علی ان له اصلاً عندهم

لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سکوت کی وجہ سے اس کے ثبوت کا انکار کرنا ممکن نہیں، کیوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کو بالاتفاق قبول کرنا نص کی طرح ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے ہاں اس فعل (بیس رکعات کی تراویح) کی اصل (حدیث) موجود ہے۔

- فمن نظر الی تعامل الصحابة فی امر الشریعة، لا یشك فی انهم اذا رأو منکرا اکثر والانکار علی ذلك وهذا تقویة معنی لروایة ابن عباس۔

جو بندہ شریعت کے معاملہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل ملاحظہ کرے اسے اس بات کے سمجھنے میں ذرا بھی شک نہ ہو گا کہ اگر وہ اس عمل (بیس رکعت تراویح) کو شریعت سے ہٹ کر نیا کام سمجھتے تو سختی سے اس کی تردید کرتے (حالانکہ ایسی بات نہیں) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انکار نہ کرنا حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مضبوطی کی دلیل ہے۔

- وقد ثبت تحدید العشرین بآثار الصحابة الکثیرة

اور کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار سے بیس (رکعات تراویح) کی تعداد کا ثبوت یقینی ہے۔

(اوجز المسالک: ج2 ص391، دار الکتب العلمیہ)

اور یہی بات علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے فتاویٰ تاتارخانیہ کے حوالہ سے نقل فرمائی ہے:

ففی التاتارخانیة سئل ابو یوسف ابا حنیفة رحمه الله ان اعلان عمر بعشرین رکعةً هل کان له عهد منه علیه السلام قال ابو حنیفة رحمه الله ما کان عمر مبتدعا ای لعله یکون له عهد فدل علی ان عشرین رکعةً لا بد له من ان یکون لها اصل منه علیه

السلام وان لم یبلغنا بالاسناد القوی

(العرف الشذی: ج1 ص166، مکتبہ المیزان)

مفہوم یہ ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے امام اعظم ابو حنیفہ سے سوال کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس رکعات تراویح کا قیام فرمایا تھا اس کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اصل ہے؟ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ (معاذاللہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ بدعتی نہیں تھے، بیس رکعت کے ثبوت پر ان کے پاس کوئی اصل نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے موجود ہو گی اگرچہ وہ ہم تک قوی سند کے ساتھ نہیں پہنچی۔

خلاصہ کلام:

درج بالا دلائل وتصریحات سے ثابت ہوا کہ علمائے اہل السنت والجماعت بالخصوص علمائے احناف کثر اللہ سواد ہم کو آٹھ رکعات تراویح کا قائل کہنا سراسر الزام ہے۔ تمام علمائے احناف کثر اللہ سواد ھم 20 رکعات تراویح ہی ادا کرتے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اھل السنۃ والجماعۃ احناف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین بجاہ النبی الامین الکریم)

غیر مقلدین سے پانچ سوال

غیر مقلدین درج ذیل پانچ سوالات کے جوابات صحیح احادیث مبارکہ سے دیں:

- آٹھ رکعات پڑھنا۔
- باجماعت پڑھنا۔
- ہر مسجد میں پڑھنا۔
- پورا مہینہ پڑھنا۔
- تراویح میں مکمل قرآن مجید پڑھنا۔

نماز میں قرآن مجید دیکھ کر قرأت کرنے کا حکم

موقف اھل السنت والجماعت احناف:

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ (ت 150ھ) کا موقف یہ ہے کہ نماز میں قرآن مجید سے دیکھ کر قرأت کی جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

وَلَوْ قَرَأَ الْمُصَلِّي مِنَ الْمُصْحَفِ فَصَلَاتُهُ فَاسِدَةٌ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ.

(بدائع الصنائع للکاسانی: جلد 1 صفحہ 236)

ترجمہ: اگر نماز پڑھنے والے نے قرآن دیکھ کر قرأت کی تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

اس موقف پر دلائل یہ ہیں:

[1]: عمل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي.

(صحیح البخاری: کتاب الاذان باب الأذان للمسافر إذا كانوا جماعة والإقامة)

ترجمہ: نماز اسی طرح نماز پڑھو جس طرح تم مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری زندگی میں قرآن مجید اٹھا کر نماز نہیں پڑھی اور نہ ہی کہیں اس کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی ثابت نہیں کہ کسی صحابی نے قرآن مجید دیکھ کر نماز میں قرأت کی ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموش رہ کر اس کی تائید فرمائی ہو۔ یہ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ نماز میں زبانی قرأت کرنا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر صحیح طور پر عمل پیرا ہونا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جیسی نماز پڑھنا ہے۔

[2]: عمل خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.

(سنن ابی داؤد: ج 2 ص 290 کتاب السنۃ. باب فی لزوم السنۃ)

ترجمہ: تم میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا، اس پر مضبوطی سے قائم رہنا اور دین میں نئی نئی باتیں (یعنی نئے عقیدے اور نئے عمل) پیدا کرنے سے بچتے رہنا۔ اس لیے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

خلفائے راشدین؛ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے بھی قولاً، عملاً یا تقریراً کسی طرح بھی یہ بات ثابت نہیں کہ انہوں نے نماز میں قرآن مجید دیکھ کر قرأت کی ہو یا اس کی اجازت دی ہو۔

[3]: مستحب کی خاطر سنت مؤکدہ کا ترک کرنا

نماز میں ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھ کر باندھنا سنت مؤکدہ ہے۔

- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ.

(صحیح البخاری ج1 ص102 باب وضع الیمنی علی الیسریٰ)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو اس بات کا حکم دیا جاتا تھا کہ آدمی نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں بازو پر رکھے۔

♦ عَنِ ابْنِ عَبَّاس رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّا مَعْشَرُ الْاَنْبِیَاءِ اُمِرْنَا اَنْ نُّؤَخِّرَ سُحُوْرَنَا وَنُعَجِّلَ فِطْرَنَا وَاَنْ نُّمْسِكَ بِاَيْمَانِنَا عَلٰى شَمَائِلِنَا فِيْ صَلٰوتِنَا.

(صحیح ابن حبان ص554.555 ذکر الاخبار عما یستحب للمرء، رقم الحدیث1770)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم انبیاء علیہم السلام کی جماعت کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ ہم سحری تاخیر سے کریں، افطار جلدی کریں اور نماز میں اپنے دائیں ہاتھوں سے اپنے بائیں ہاتھوں کو پکڑے رکھیں۔

اگر کوئی شخص نماز میں قرآن مجید کا نسخہ یا موبائل ہاتھ میں پکڑ کر نماز پڑھے تو ظاہر بات ہے کہ وہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر نہیں رکھ سکتا۔ نماز میں اتنی قرأت کافی ہوتی ہے جس سے وجوب ادا ہو سکے، اس سے زائد قرأت مستحب ہے جبکہ ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنت مؤکدہ ہے۔ تو مستحب کی خاطر سنتِ مؤکدہ کو کیسے ترک کیا جا سکتا ہے؟

[4]: تشبہ باھل الکتاب

نماز میں قرآن مجید ہاتھ میں پکڑ کر قرأت کرنا یہ تشبہ باہل الکتاب ہے کیونکہ اہل کتاب خصوصاً یہود جب نماز پڑھتے ہیں تو اپنی کتاب ہاتھ میں لے کر اس سے دیکھ کر پڑھتے ہیں۔ اس کے لیے یہود کی عبادات کو دیکھا جا سکتا ہے۔ امتِ محمدیہ کو اہل کتاب کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَالِفُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى. (صحیح ابن حبان: رقم الحدیث2186)

ترجمہ: یہود اور نصاریٰ کی مخالفت کرو!

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں مروی ہے:

یوسف عن ابیه قال وبلغنی عن ابن عباس رضی اللہ عنهما انه قال فی الرجل یؤم القوم وهو ینظر فی المصحف انه یکره ذلك وقال کفعل اهل الکتاب.

(کتاب الآثار بروایۃ ابی یوسف: ص رقم الحدیث171)

ترجمہ: امام یوسف اپنے والد امام ابو یوسف القاضی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: مجھے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات پہنچی ہے کہ انہوں نے اس امام کے متعلق جو لوگوں کو قرآن مجید دیکھ کر امامت کروائے، یہ بات فرمائی کہ یہ مکروہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس شخص کا یہ فعل اہل کتاب کے فعل کی طرح ہے۔

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَّؤُمَّ الرَّجُلُ النَّاسَ بِاللَّيْلِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي الْمُصْحَفِ قَالَ: هُوَ مِنْ فِعْلِ أَهْلِ الْكِتَابِ.

(تاریخ بغداد: ج7 ص208، ترجمۃ سعد بن محمد بن اسحاق، رقم الترجمۃ4744)

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے بارے میں مروی ہے کہ وہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص رمضان کے مہینے میں قرآن میں دیکھ کر لوگوں کو نماز پڑھائے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ قرآن میں دیکھ کر نماز ادا کرنا یہ اہلِ کتاب کا عمل ہے۔

[5]: غیر نمازی سے لقمہ لینا

اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور جو شخص نماز میں شامل نہیں وہ اس نمازی کو لقمہ دے اور یہ اس لقمہ کو لے کر قرأت کر لے تو اس نماز کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ چنانچہ علامہ محمد امین بن عمر ابن عابدین شامی الحنفی (ت 1252ھ) اس صورت میں نماز کے فاسد ہونے پر امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ

کا استدلال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أَنَّهُ تَلَقُّنٌ مِنَ الْمُصْحَفِ فَصَارَ كَمَا إِذَا تَلَقَّنَ مِنْ غَيْرِهِ.

(رد المحتار: ج4ص452)

ترجمہ: (نماز اس لیے فاسد ہو جاتی ہے کہ) قرآن مجید سے دیکھ کر قرآت کرنا مصحف سے لقمہ لینے والی بات ہو گی اور یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی غیر نمازی سے لقمہ لیا جائے۔

[6]: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ اور اسلافِ امت کا عمل

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین رحمہم اللہ اور دیگر اسلافِ امت سے بھی یہی بات ثابت ہے کہ وہ قرآن مجید سے دیکھ کر نماز پڑھنے کو منع فرماتے تھے اور اس کو ناپسند کرتے تھے۔

(1): حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (ت24ھ)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَانَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنْ نَؤُمَّ النَّاسَ فِي الْمُصْحَفِ.

(کتاب المصاحف لابن ابی داؤد: ص711 باب ہل یؤم القرآن فی المصحف)

ترجمہ: امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں قرآن پاک دیکھ کر لوگوں کی امامت کرنے سے منع فرمایا۔

(2): حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما (ت37ھ)

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَّؤُمَّ الرَّجُلُ النَّاسَ بِاللَّيْلِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي الْمُصْحَفِ قَالَ: هُوَ مِنْ فِعْلِ أَهْلِ الْكِتَابِ.

(تاریخ بغداد: ج7ص208، ترجمۃ سعد بن محمد بن اسحاق، رقم الترجمۃ 4744)

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے بارے میں مروی ہے کہ وہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص رمضان کے مہینے میں قرآن میں دیکھ کر لوگوں کو نماز پڑھائے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ قرآن میں دیکھ کر نماز ادا کرنا یہ اہلِ کتاب کا عمل ہے۔

(3): حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (ت68ھ):

يوسف عن ابيه قال وبلغني عن ابن عباس رضی الله عنهما انه قال فی الرجل يؤم القوم وهو ينظر فی المصحف انه يكره ذلك وقال كفعل اهل الكتاب.

(کتاب الآثار بروایۃ ابی یوسف: ص رقم الحدیث 171)

ترجمہ: امام یوسف اپنے والد امام ابو یوسف القاضی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: مجھے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات پہنچی ہے کہ انہوں نے اس امام کے متعلق جو لوگوں کو قرآن مجید دیکھ کر امامت کروائے، یہ بات فرمائی کہ یہ مکروہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس شخص کا یہ فعل اہل کتاب کے فعل کی طرح ہے۔

(4): حضرت سوید بن حنظلہ رضی اللہ عنہ

عَنْ سُوَيْدِ بْنِ حَنْظَلَةَ الْبَكْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ يَؤُمُّ قَوْمًا فِي مُصْحَفٍ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ.

(کتاب المصاحف لابن ابی داؤد: ص715 باب ہل یؤم القرآن فی المصحف)

ترجمہ: حضرت سوید بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کا گزر ایک آدمی پر ہوا جو لوگوں کو قرآن مجید دیکھ کر نماز پڑھا رہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنا پاؤں مارا۔

مطلب یہ ہے کہ اس امام کے اس فعل پر ناگواری کا اظہار فرمایا۔ نیز ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

"وَنَحَّا الْمُصْحَفَ."

(کتاب المصاحف لابن ابی داؤد: ص715 باب ہل یؤم القرآن فی المصحف)

کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا مصحف لے کر ایک طرف رکھ دیا۔

(5): امام ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن حبیب السلمی التابعی (ت بعد 70ھ)

عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يَؤُمَّ فِي الْمُصْحَفِ.

(کتاب المصاحف لابن ابی داؤد: ص715 باب ہل یؤم القرآن فی المصحف)

ترجمہ: امام ابو عبد الرحمٰن السلمی کے بارے میں مروی ہے کہ آپ قرآن دیکھ کر امامت کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔

(6): امام سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ (ت94ھ)

عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ: "إِذَا كَانَ مَعَهُ مَا يَقُومُ بِهِ لَيْلَهُ رَدَّدَهُ وَلَا يَقْرَأُ فِي الْمُصْحَفِ."

(کتاب المصاحف لابن ابی داؤد: ص711 باب ہل یؤم القرآن فی المصحف)

ترجمہ: امام سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ (ت94ھ) کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اگر قیام اللیل (تہجد) میں پڑھنے کے لیے کچھ قرآن یاد ہے تو وہی بار بار پڑھے لیکن قرآن مجید کو دیکھ کر نہ پڑھے۔

(7): فقیہ العراق امام ابراہیم بن یزید النخعی (ت96ھ)

عَنْ إِبْرَاهِيمَ: "أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يَؤُمَّ فِي الْمُصْحَفِ."

(کتاب المصاحف لابن ابی داؤد: ص713 باب ہل یؤم القرآن فی المصحف)

ترجمہ: امام ابراہیم النخعی رحمہ اللہ مصحف کو دیکھ کر امامت کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

(8): امام مجاہد بن جبر المکی التابعی رحمہ اللہ (ت103ھ)

عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَؤُمَّ الرَّجُلُ فِي الْمُصْحَفِ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص89 باب من کرہہ [ای الامامۃ بالقراءۃ فی المصحف])

ترجمہ: امام مجاہد رحمہ اللہ اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ آدمی امام بنے اور قرآن دیکھ کر نماز پڑھائے۔

(9): دار العلوم دیوبند کے ایک فتویٰ میں ایک سوال کے جواب میں ہے:

"نماز میں دیکھ کر قرآن پڑھنا مفسد صلاۃ ہے اس لیے کہ یہ تلقن من الخارج ہے جو کہ مفسد صلاۃ ہے جس طرح کسی خارجِ نماز شخص سے لقمہ لینا مفسد ہے شامی میں ہے: إنه تلقن من المصحف فصار كما إذا تلقن من غيره (الدر مع الرد: ۲۸/ ۳۸۴)"

(دار الافتاء ویب سائٹ: فتویٰ نمبر 1439/D=9/845-925)

(10): دار الافتاء جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی کا فتویٰ یہ ہے:

"سوال: کیا نفل نماز میں مصحف یا موبائل سے دیکھ کر قرآن پڑھا جا سکتا ہے؟

جواب: جی نہیں! اس طرح کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؛ اس لیے کہ اس میں نماز کے دوران خارج سے تعلم پایا جاتا ہے، اور دورانِ نماز، خارج

سے تعلم کی صورت میں نماز فاسد ہو جاتی ہے۔"

(ویب سائٹ: فتویٰ نمبر:144008200257)

تنبیہ:

وَكَانَتْ عَائِشَةُ يَؤُمُّهَا عَبْدُهَا ذَكْوَانُ مِنَ الْمُصْحَفِ.

(صحیح البخاری، باب امامۃ العبد والمولیٰ، تعلیقًا)

کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے غلام ذکوان قرآن دیکھ کر نماز پڑھاتے تھے۔

کچھ لوگ اس حدیث مبارک کی وجہ سے نماز میں قرآن دیکھ کر تلاوت کرنے کو جائز سمجھتے ہیں اس لئے اس حدیث مبارک کا مفہوم سمجھئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا صحیح مفہوم:

جو لوگ نماز میں قرآن مجید دیکھ کر پڑھنے کے قائل ہیں تو ان کی بنیاد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ اثر ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

"وَكَانَتْ عَائِشَةُ يَؤُمُّهَا عَبْدُهَا ذَكْوَانُ مِنَ الْمُصْحَفِ" (صحیح البخاری، باب امامۃ العبد والمولیٰ، تعلیقًا)

کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے غلام ذکوان قرآن دیکھ کر نماز پڑھاتے تھے۔

اس اثر کا صحیح مفہوم یہ ہے:

[۱]: ظاہری معنی مراد نہیں ہے بلکہ اس روایت کا معنی یہ ہے کہ حضرت ذکوان جب نماز پڑھاتے تھے تو اپنے ساتھ مصحف رکھ لیتے تھے۔ قرأت میں اگر کہیں بھول ہو جاتی یا ان کو الفاظ کا شک پڑتا تو نماز کے بعد مصحف کھول کر دیکھ لیتے تھے۔ یہی معنی فقہاء نے بیان فرمایا ہے:

1: علامہ علاء الدین ابو بکر بن مسعود بن احمد الکاسانی الحنفی (ت 587ھ)

كان يؤم الناس في رمضان وكان يقرأ من المصحف في غير حالة الصلاة.

(بدائع الصنائع: ج2 ص133، 134)

ترجمہ: حضرت ذکوان والی حدیث کا معنی یہ ہے کہ حضرت ذکوان رمضان میں لوگوں کی امامت کرتے تھے اور نماز سے باہر قرآن دیکھ کر پڑھتے تھے۔

مطلب یہ کہ یہ الگ الگ حالتیں تھیں، راوی نے ان کو ایک کر کے بیان کر دیا ہے۔

2: حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی (ت 855ھ)

أثر ذكوان إن صح فهو محمول على أنه كان يقرأ من المصحف قبل شروعه في الصلاة أي ينظر فيه ويتلقن منه ثم يقوم فيصلي... فإنه كان يفعل بين كل شفعين فيحفظ مقدار ما يقرأ من الركعتين، فظن الراوي أنه كان يقرأ من المصحف.

(البنایۃ شرح الہدایۃ: ج2 ص504)

ترجمہ: اس اثر کو اگر صحیح مان لیا جائے تو اس بات پر محمول ہو گا کہ ذکوان نماز شروع کرنے سے پہلے قرآن دیکھتے تھے، پھر ذہن نشین کر کے نماز پڑھاتے تھے، ذکوان ہر دو رکعت بعد یہ عمل کرتے اور اگلی دو رکعت میں جتنا پڑھنا ہوتا وہ یاد کر لیتے۔ اسی کو راوی نے اس طرح نقل کر دیا کہ وہ قرآن دیکھ کر قراءت کرتے تھے۔

[۲]: ابو انس محمد بن فتحی آل عبد العزیز اور ابو عبد الرحمٰن محمد بن محمد الملّاح نے ایک کتاب لکھی ہے "فتح الرحمٰن فی بیان ھَجرِ القرآن" اس میں "حكم القراءة من المصحف في صلاة التراويح" کے عنوان کے تحت محمد ناصر الدین البانی صاحب کا یہ جواب نقل کرتے ہیں:

لا نرى ذلك، وما ذُكر عن ذكوان حادثة عين، لا عموم لها، وبإباحة ذلك لأئمة المساجد يؤدي بهم إلى ترك تعاهد

القرآن والعناية بحفظه غيباً، وهذا خلاف قوله - صلى الله عليه وسلم -: " تعاهدوا القرآن فو الذى نفسى بيده لهو أشد تفصياً من الإبل في عقلها". (فتح الرحمٰن فی بیان ھَجر القرآن: ص124)

ترجمہ: ہمارا موقف یہ ہے کہ تراویح میں قرآن دیکھ کر پڑھنا درست نہیں ہے۔ باقی جو حضرت ذکوان کی امامت کا واقعہ ذکر کیا جاتا ہے تو وہ ایک جزوی اور خصوصی واقعہ ہے، عمومی نہیں ہے۔

[۳]: نیز یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام والی روایت کا یہی معنی ہی لیا جائے کہ حضرت ذکوان قرآن دیکھ کر ہی نماز پڑھاتے تھے تو یہ انفرادی عمل ہو گا جو جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقابلے میں ہے اور ظاہر ہے کہ اس موقع پر سواد اعظم اور جمہور ہی کو ترجیح دی جائے گی جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَجْمَعُ اللهُ هَذِهِ الْأُمَّةَ عَلَى الضَّلَالَةِ أَبَدًا» وَقَالَ: «يَدُ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ فَاتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ.

(المستدرک علی الصحیحین: ج1 ص199)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس امت کو گمراہی پہ جمع نہیں فرمائے گا۔ مزید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی مدد جماعت کے ساتھ ہوتی ہے، اس لیے سواد اعظم کی اتباع کیا کرو!

فائدہ نمبر 1:

ہاتھ میں اٹھا کر قرأت کرنے میں سابقہ ممانعت کے ساتھ ساتھ مصحف کو اٹھائے رکھنا، سجدہ کی جگہ پر نظر رکھنے کے بجائے مصحف میں دیکھتے رہنا اور صفحات کو پلٹتے رہنا ایسے امور ہیں جو عملِ کثیر شمار ہوتے ہیں، ان کی بناء پر بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ علامہ محمد امین بن عمر ابن عابدین شامی (ت 1252ھ) اس صورت میں نماز کے فاسد ہونے پر امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا استدلال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أَنَّ حَمْلَ الْمُصْحَفِ وَالنَّظَرَ فِيهِ وَتَقْلِيبَ الْأَوْرَاقِ عَمَلٌ كَثِيرٌ.

(رد المحتار لابن عابدین: ج4 ص452)

ترجمہ: مصحف کو اٹھانا، اس میں دیکھتے رہنا اور صفحات کو پلٹتے رہنا یہ سب عمل کثیر ہے (جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے)

فائدہ نمبر 2:

یہ بات حفاظ کرام کے تجربہ سے ثابت ہے کہ عام مہینوں میں فرض نمازوں کی امامت اور رمضان المبارک میں تراویح کی امامت ہی قرآن کریم یاد رکھنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اگر نماز میں قرآن کریم دیکھ کر پڑھنے کا رواج شروع ہو گیا تو ڈر ہے کہ لوگ قرآن کریم یاد کرنے میں سستی کریں اور قرآن کہیں سینوں سے نکل ہی نہ جائے۔ حدیث مبارک میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنَ الْإِبِلِ فِي عُقُلِهَا.

(صحیح البخاری: کتاب فضائل القرآن باب استذکار القرآن وتعاھدہ)

ترجمہ: قرآن کریم کی حفاظت کیا کرو! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ قرآن کریم سینوں سے نکل جانے میں اونٹ کے اپنے بندھن سے بھاگنے سے زیادہ تیز ہے۔

اس لیے نماز میں مصحف دیکھ کر تلاوت کرنے کے بجائے اسے زبانی پڑھنے کا اہتمام ہی اس کی حفاظت اور یاد کرنے کا عظیم ذریعہ ہے۔